احمدی نوجوانوں کیلئے

جنوری 2006ء

مدیر
منصور احمد نورالدین

(وحی اللہ)

دنیا میں ایک نذیر آیا پھر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔

یہ رسالہ جسکا
نام
ہے

الوصیّۃ

کلامِ پاک

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود و مہدی معہود میرزا
غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
قادیانی

باہتمام چودھری الٰہ داد میگزین پریس میں حضرت اقدس کی خواہش سے

۲۴- دسمبر ۱۹۰۵ء کو طبع ہوا۔

رسالہ ''الوصیۃ'' کے ایڈیشن اول کا عکس

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی بابرکت تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

''میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے شامل ہوں، آگے آئیں اور کم از کم ...... پندرہ ہزار اس ایک سال میں نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو سو سال میں ہم کہہ سکیں کہ ہوئیں .... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر دے رہی ہوگی، شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔''

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

جنوری 2006ء
صلح 1385ہش

جلد 53
شمارہ نمبر 1

monthlykhalid52@yahoo.com

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی قیمت ۱۰ روپے ..... سالانہ ۱۰۰

Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685 Fax: +92 47 6213091

اداریہ

زندہ لوگ اپنے سفر کو ختم کرنا نہیں جانتے

بانی خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی نئی منزل پر عزم، استقلال اور علو حوصلہ سے قدم مارو۔ قدم مارتے چلے جاؤ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاؤ کہ عالی ہمت نوجوانوں کی منزل اول بھی ہوتی ہے، منزل دوم بھی ہوتی ہے، منزل سوم بھی ہوتی ہے لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی۔ ایک منزل کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری وہ اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنے سفر کو ختم کرنا نہیں جانتے۔ وہ اپنے رختِ سفر کو کندھے سے اتارنے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں۔ ان کی منزل کا پہلا دور اسی وقت ختم ہوتا ہے جبکہ وہ کامیاب و کامران ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی خدمت کی داد اس سے حاصل کرتے ہیں جو ایک ہی ہستی ہے جو کسی کی خدمت کی صحیح داد دے سکتی ہے۔

پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! (دینِ حق) کے بہادر سپاہیو! ملک کی امیدوں کے مرکزو! قوم کے سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین، تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور امید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔''

(فرمودہ 2/اپریل 1950ء مطبوعہ الفضل 21/اکتوبر 1964ء)
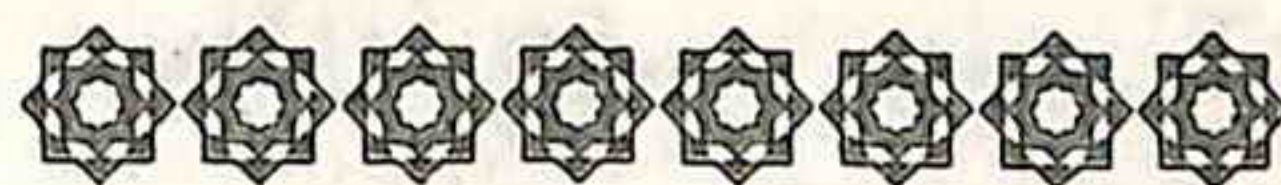
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رُو سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

سیرۃ النبی ﷺ

استقلال، عالی حوصلگی اور عزم واستقامت

(مرسلہ: لئیق احمد ناصر چوہدری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر بے زور بیکس اُمی یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا۔ کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی۔ اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے۔ فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی۔ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے۔ خیال کرنا چاہئے کہ جب آنحضرت نے پہلے پہل مکے کے لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں۔ اس وقت ان کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ ان کے قبضہ میں آگیا تھا کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی یا کون سی فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا۔ ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت زمین پر اکیلے اور بے کس اور بے سامان تھے صرف ان کے ساتھ خدا تھا''۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرُ الوریٰ یہی ہے

(روحانی خزائن جلد نمبر ا، براہین احمدیہ، چہار حصص ۱۱۹، ۱۲۰)

پھر فرمایا:۔

''خیال کرنا چاہئے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اول سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ

جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی۔ اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے۔ اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔ اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا۔ تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا۔ کوئی عمارت نہ بنائی۔ کوئی بارگاہ طیار نہ ہوئی۔ کوئی سامان شاہانہ عیش کا تجویز نہ کیا گیا۔ کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا۔ بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔ اور پھر صاف گوئی اس قدر کہ توحید کا وعظ کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنا لیا۔ جو اپنے اور خویش تھے ان کو بت پرستی سے منع کر کے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑ لی۔ کیونکہ ان کو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بداعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیح کی تکذیب اور توہین سے منع کیا جس سے ان کا نہایت دل جل گیا اور سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے اور ہر دم قتل کر دینے کی گھات میں رہنے لگے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا گیا۔ کیونکہ جیسا کہ ان کا اعتقاد تھا۔ حضرت عیسیٰ کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہو گئے۔ کیونکہ ان کو بھی ان کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی۔ اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی"۔

> وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
> دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
> وہ آج شاہ دیں ہے، وہ تاج مرسلیں ہے،
> وہ طیب و امیں ہے، اس کی ثنا یہی ہے

(روحانی خزائن جلد نمبر ا، براہین احمدیہ، چہار حصص صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

فرماتے ہیں:-

"واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت اعلیٰ درجہ کے یکرنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و اُمید سے بالکل منہ پھیرنے

والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے۔ کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروانہ کی۔ کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی۔ اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دُکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے۔ اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱، براہین احمدیہ، چہار حصص صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲)

فرمایا:- ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری۔ اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے۔ جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی، فراخ دلی، استقلال اور عزم واستقامت کا پتہ لگتا ہے۔ کیسا کوہِ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں، مگر اس کو ذرہ بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں۔ بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اٹھتے ہیں کہ آپؐ تو خدا کے حبیب مصطفٰے اور مجتبٰی تھے۔ پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جبتک زمین کو کھودا جاوے۔ اس کا جگر نہ پھاڑا جاوے وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے ہی گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں۔ تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے جو مایۂ حیات ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لذت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثباتِ قدم دکھانے سے نہیں ملتی جب تک ان مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گزرے۔ وہ لوگ جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں وہ ان مصائب کی لذت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں اور کب اُسے محسوس کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ جب آپؐ کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی اندر سے ایک سرور اور لذت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا۔ خدا تعالیٰ پر توکل، اس کی محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا''۔

> اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
> وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
> سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
> وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۱۶، ۵۱۷، الحکم ۳۰ر جون ۱۹۰۱ء و ۱۰ر جولائی ۱۹۰۱ء)
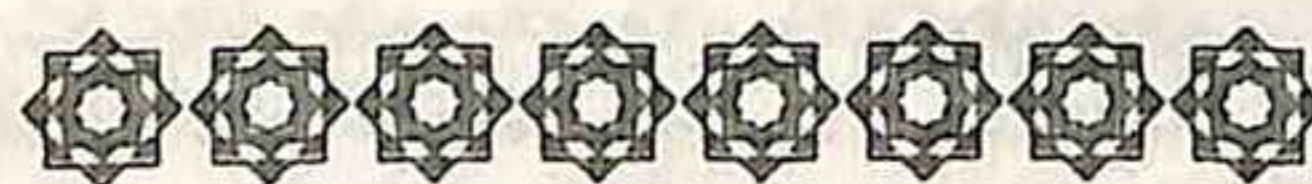
حمدِ ربُّ العالمین

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کِس قدر ظاہر ہے نُور اُس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ اَبصار کا

چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

اُس بہارِ حُسن کا دِل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قُدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تُو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اُس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کِسی دیوانہ مجنوں وار کا

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام
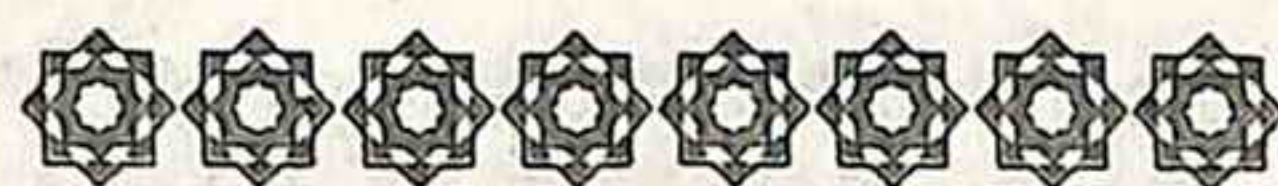
مہمان نوازی

(مرسلہ: مکرم مبشر احمد ڈار صاحب)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے اپنی کتاب ''سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام'' میں حضور علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں نہایت پیارے اور ایمان افروز واقعات تحریر فرمائے ہیں اس میں سے مہمان نوازی کے خلق کے چند واقعات احباب کی خدمت میں پیش ہیں۔ مدیر

آپ علیہ السلام کی عام خصوصیات مہمان نوازی میں یہ تھیں کہ

(1)......آپ مہمان کے آنے سے بہت خوش ہوتے تھے اور آپ کی انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ مہمان کو ہر ممکن آرام پہنچے اور آپ نے خدام لنگر خانہ کو ہدایت کی ہوئی تھی کہ فوراً آپ کو اطلاع دی جائے اور یہ بھی ہدایت تھی کہ جس ملک اور مذاق کا مہمان ہو اس کے کھانے پینے کے لئے اسی قسم کا کھانا تیار کیا جاوے مثلاً اگر کوئی مدراسی، بنگالی یا کشمیری آ گیا ہے تو ان کے لئے چاول تیار ہوتے تھے۔ ایسے موقعہ پر فرمایا کرتے تھے کہ اگر ان کی صحت ہی درست نہ رہی تو وہ دین کیا سیکھیں گے۔

ایک مرتبہ سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن حیدر آباد سے ایک جماعت لے کر آئے سید صاحب ان ایام میں ایک خاص جوش اور اخلاص رکھتے تھے حیدر آبادی لوگ عموماً ترش سالن کھانے کے عادی ہوتے ہیں آپ نے خاص طور پر حکم دیا کہ ان کے لئے مختلف قسم کے کھٹے سالن تیار ہوا کریں تا کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ ایسا ہی سیٹھ اسماعیل آدم بمبئی سے آئے تو ان کے لئے بلا ناغہ دونوں وقت پلاؤ اور مختلف قسم کے چاول تیار ہوتے تھے۔

کیونکہ وہ عموماً چاول کھانے کے عادی تھے مخدومی حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی بھی ان ایام میں قادیان میں ہی تھے۔ غرض آپ اس امر کا التزام کیا کرتے تھے کہ مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف کھانے پینے میں نہ ہو۔

(2)......یہ امر بھی آپ کی مہمان نوازی کے عام اصولوں میں داخل تھا کہ جس وقت کوئی مہمان آتا تھا اسی وقت اس کے لئے موسم کے لحاظ سے چاء یا لسی یا شربت مہیا کرتے اور اس کے بعد کھانے کا فوری انتظام ہوتا تھا اور اگر جلد تیار نہ ہو سکتا ہو یا موجود نہ ہو تو دودھ، ڈبل روٹی یا اور نرم غذا فواکہات غرض کچھ نہ کچھ فوراً موجود کیا جاتا اور اس کے لئے کوئی انتظار آپ روا نہ رکھتے۔ بعض اوقات دریافت فرما لیتے اور بعض اوقات کھانا ہی موجود کرتے۔ ایسے واقعات ایک دو نہیں سینکڑوں سے گزر کر ہزاروں تک ان کا نمبر پہنچتا ہے۔

(3)......آپ کی مہمان نوازی کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ آپ مہمان کے جلدی واپس جانے سے خوش نہ ہوتے تھے بلکہ آپ کی خواہش ہمیشہ یہ ہوتی تھی کہ وہ زیادہ دیر تک رہے تا کہ پورے طور پر اس کے سفر کا مقصد پورا اور آپ کی دعوت کی (ترویج) ہو سکے۔ اس لئے جلد اجازت نہ دیتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ ابھی کچھ دن اور رہو آپ

کے جو پرانے خدام ہوتے تھے ان کے ساتھ خصوصیت سے یہی برتاؤ ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی یہاں آئے وہ ان دنوں میں مجسٹریٹی کے ریڈر تھے وہ ایک دو دن کے لئے یونہی موقع نکال کر آئے تھے مگر جب اجازت مانگیں تو یہی ہوتا رہا کہ چلے جانا ابھی کون سی جلدی ہے اور اس طرح پر ان کو ایک لمبا عرصہ یہاں ہی رکھا۔

(4)......آپ کی مہمان نوازی کی چوتھی خصوصیت یہ تھی کہ مہمان کے ساتھ تکلف کا برتاؤ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ آپ اس سے بالکل بے تکلفانہ برتاؤ کرتے تھے اور وہ یقین کرتا تھا کہ وہ اپنے عزیزوں اور غمگسار دوستوں میں ہے اور اس طرح پر وہ تکلف کی تکلیف سے آزاد ہو جاتا تھا۔ حضرت خلیفہ نورالدین صاحب آف جموں (جو حضرت اقدس کے پرانے مخلصین میں سے ہیں) اور جنہوں نے بعض اوقات سلسلہ کی خاص خدمات کی ہیں۔ جیسے قبر مسیح کی تحقیقات کے لئے انہوں نے کشمیر کا سفر کیا اور اپنے خرچ پر ایک عرصہ تک وہاں رہ کر تمام حالات کو دریافت کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ جن ایام میں حضرت مولانا نورالدین صاحب نواب صاحب کی درخواست پر مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے تھے میں قادیان آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معمول تھا کہ مجھے دونوں وقت کھانے کے لئے اوپر بلا لیتے اور میں اور آپ دونوں ہی مل کر کھانا کھاتے اور بعض اوقات گھنٹہ گھنٹہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہتے۔ اور انوسینٹ ریکری ایشن (تفریح بے ضرر) بھی ہوتی رہتی۔ ایک دن ایک چاء دانی چائے سے بھری ہوئے اٹھا لائے۔ اور فرمایا کہ خلیفہ صاحب یہ تم نے پینی ہے یا میں نے۔

خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور اس کا کیا مطلب؟ فرمایا ہمارے گھر والوں پر حرام ہے اس سے اور بھی تعجب خلیفہ صاحب کو ہوا۔ ان کو متعجب پایا تو فرمایا یہ حرام طبی ہے شرعی نہیں۔ ان کی طبیعت اچھی نہیں اور چائے ان کو مضر ہے۔ غرض یہ بظاہر ایک لطیفہ سمجھا جا سکتا تھا۔ مگر آپ کی غرض اس واقعہ سے یہ بھی تھی کہ خلیفہ صاحب خوب سیر ہو کر پئیں کیونکہ گھر میں تو کسی نے چائے پینی نہ تھی اور حضرت کو یہ خیال تھا کہ خلیفہ صاحب بوجہ کشمیر میں رہنے کے چائے کے عادی سمجھے جا سکتے ہیں اور چائے بہت پیتے ہوں گے۔ اس لئے آپ ان کی خاطر داری کے لئے بہت سی چائے بنوا کر لائے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ تم نے اور میں نے ہی پینی ہے تا کہ ایک قسم کی مساوات کے خیال سے ان کو تکلف نہ رہے غرض مہمانوں میں کھانے پینے اور اپنی ضروریات کے متعلق بے تکلفی پیدا کر دیتے تھے۔ تا کہ وہ اپنا گھر سمجھ کر آزادی اور آرام سے کھا پی لیں۔

اسی بے تکلفی پیدا کرنے کے لئے کبھی کبھی شہتوت بیدانہ کے ایام میں باغ میں جا کر ٹوکرے بھروا کر منگواتے اور مہمانوں کو ساتھ لے کر خود بھی انہی ٹوکروں میں سے سب کے ساتھ کھاتے۔ آہ! وہ ایام کیا مبارک اور پیارے تھے۔ ان کی یاد آتی ہے تو تڑپا جاتی ہے۔

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

(5)......آپ کی مہمان نوازی کی ایک یہ بھی خصوصیت تھی کہ آپ مہمانوں کے آرام کے لئے نہ صرف ہر قسم کی قربانی کرتے تھے بلکہ ہر ممکن خدمت سے کبھی مضائقہ نہ فرماتے تھے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے اور اسے شائع کیا ہے کہ چار برس (1896ء کا غالباً واقعہ ہے کیونکہ 1900ء میں آپ نے یہ بیان شائع کیا تھا۔عرفانی) کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لودھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا مکان نیا نیا بنا تھا۔ میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اس پر لیٹ گیا۔ حضرت ٹہل رہے تھے میں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا آپ نے بڑی محبت سے پوچھا۔ آپ کیوں اٹھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سو رہوں مسکرا کر فرمایا:

''میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے''۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب صفحہ 41)

1905ء کے سالانہ جلسہ پر کھانے وغیرہ کا انتظام میرے سپرد تھا اور میری مدد کے لئے اور چند دوست ساتھ تھے ہم نے مولوی غلام حسن صاحب پشاوری اور ان کے ہمراہیوں کے لئے خاص طور پر چند کھانوں کا انتظام کرنا چاہا۔ حضرت اقدس تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کیفیت طلب فرماتے تھے۔ کہ کھانے کا کیا انتظام ہے کس قدر تیار ہو گیا کس قدر باقی ہے کیا پکایا گیا ہے اس سلسلہ میں یہ بھی میں نے عرض کیا کہ ان کے لئے خاص طور پر انتظام کر رہے ہیں فرمایا کہ:۔

''میرے لئے سب برابر ہیں اس موقع پر امتیاز اور تفریق نہیں ہو سکتی۔ سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار کیا جائے خبردار کوئی امتیاز کھانے میں نہ ہو''۔

اور بھی بہت کچھ فرمایا اور غربائے جماعت کی خصوصیت سے تعریف کی اور فرمایا کہ:۔

''جیسے ریل میں سب سے بڑی آمدنی تھرڈ کلاس والوں کی طرف سے ہوتی ہے اس سلسلہ کے اغراض و مقاصد کے پورا کرنے میں سب سے بڑا حصہ غرباء کے اموال کا ہے اور تقویٰ طہارت میں بھی یہی جماعت ترقی کر رہی ہے''۔

7)......ساتویں خصوصیت یہ تھی کہ آپ چاہتے تھے کہ ہمارے دوست خصوصاً کثرت سے آئیں اور بہت دیر تک ٹھہریں اگرچہ زیادہ دیر تک ٹھہرنا وہ سب کا پسند کرتے تھے۔ غیروں کے لئے اس لئے کہ حق کھل جائے اور اپنوں کے لئے اس لئے کہ ترقی کریں۔ کثرت سے آنے جانے والوں کو ہمیشہ پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس کی تہہ میں جو غرض اور مقصود تھا وہ یہی تھا کہ تا وہ اس مقصود کو حاصل کر لیں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے آپ کی اس خصوصیت کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

''حضرت کبھی پسند نہیں کرتے کہ خدام ان کے پاس سے جائیں۔ آنے پر بڑے خوش ہوتے ہیں اور جانے پر کرہ سے رخصت دیتے ہیں اور کثرت سے آنے جانے والوں کو بہت ہی پسند فرماتے ہیں اب کی دفعہ دسمبر میں (1899ء کا واقعہ ہے) بہت کم لوگ آئے اس پر بہت اظہار افسوس کیا اور فرمایا ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ کیا بن جائیں وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں اور فرمایا جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہو گا۔ اسے ڈرنا چاہیے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جاوے تو ہمارے مہمات کا متکفل خدا ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی

ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے نکال دینا چاہیے میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت کو تکلیف دیں ہم تو نکمے ہیں یونہی بیٹھ کر روٹی کیوں توڑا کریں وہ یادرکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں۔ ایک روز حکیم فضل الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں یہاں نکما بیٹھا کیا کرتا ہوں مجھے حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں وہاں درس قرآن ہی کروں گا یہاں مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ حضور کے کسی کام نہیں آتا۔ اور شاید بیکار بیٹھنے میں کوئی معصیت ہو فرمایا آپ کا یہاں بیکار بیٹھنا ہی جہاد ہے اور یہ بیکاری بڑا کام ہے غرض بڑے دردناک اور افسوس بھرے لفظوں میں نہ آنے والوں کی شکایت کی۔

(سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صفحہ 49-50)

غرض آپ کو اپنے خدام کے متعلق خصوصیت سے یہ خواہش رہتی تھی کہ آپ بہت بار بار آئیں اور کثرت سے آئیں اور ان کے قیام کی وجہ سے جو کچھ بھی اخراجات ہوں ان کو برداشت کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت المہدی میں بروایت مولوی عبداللہ صاحب سنوری لکھا ہے کہ:

"حضرت مسیح موعود بیت الفکر میں (بیت مبارک کے ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے) لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید ملاوامل نے دستک دی میں اٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی اٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیے"۔ (جلد اول صفحہ 72)

اسی طرح ایک مرتبہ بیگوال ریاست کپورتھلہ کا ایک ساہوکار اپنے کسی عزیز کے علاج کے لئے آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع ہوئی آپ نے فوراً اس کے لئے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر قیام وطعام کا انتظام فرمایا اور نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ ان کی بیماری کے متعلق دریافت کرتے رہے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفة المسیح الاول کو خاص طور پر تاکید فرمائی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے یہ بھی ذکر کیا کہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے بزرگوں کو ایک مرتبہ بیگوال جانا پڑا تھا۔ اس گاؤں کے ہم پر حقوق ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی وہاں آجاتا تو آپ ان کے ساتھ خصوصاً بہت محبت کا برتاؤ فرماتے۔

ایک دفعہ مولوی عبدالحکیم جو نصیر آبادی کہلاتا تھا قادیان میں آیا یہ بہت مخالف تھا اور وہی مولوی تھا جس نے لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے 1892ء میں مباحثہ کیا تھا اور اس مباحثہ کے کاغذات بھی لے کر چلا گیا تھا وہ قادیان میں آیا حضرت کو اطلاع ہوئی حضرت نواب صاحب نے اپنا مکان قادیان میں بنوالیا تھا اور وہ اس وقت کچا تھا اس کے ایک عمدہ کمرہ میں اس کو اتارا گیا اور ہر طرح اس کی خاطر تواضع کے لئے آپ نے حکم دیا اور یہ بھی ہدایت کی کہ کوئی شخص اس سے کوئی ایسی بات نہ کرے جو اس کی دل شکنی کا موجب ہو وہ چونکہ مخالف ہے اگر کوئی ایسی بات بھی کرے جو رنجیدہ اور دل آزاری کی ہو تو صبر کیا جاوے۔ چنانچہ وہ رہا۔ میں اس مباحثہ میں جو لاہور فروری 1892ء میں ہوا تھا موجود تھا اور مجھے معلوم تھا کہ اس مباحثہ کے کاغذات وہ لے گیا تھا۔ اور واپس نہ کئے تھے میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب مجھے آپ کی بڑی تلاش تھی

آپ کے پاس وہ مباحثہ کے پرچے ہیں مہربانی کر کے مجھے دے دیں آپ کے کام کے نہیں، اور اگر اپنا پرچہ نہ بھی دیں تو حرج نہیں مگر حضرت اقدس والے پرچے ضرور دے دیں۔

مولوی عبدالحکیم صاحب کو خیال تھا کہ شاید اسے کوئی اور نہیں جانتا اور حضرت صاحب نے تو اس مباحثہ کا ذکر بھی نہیں فرمانا تھا کہ اسے ندامت نہ ہو۔ بلکہ اخلاق و مروت کا اعلیٰ برتاؤ فرماتے رہے۔ مولوی صاحب بڑے جوش سے آئے تھے کہ میں مباحثہ کروں گا۔ اور وہ اپنے مکان پر مخالفت کرتے تھے اور بڑے جوش سے کرتے تھے ہم ان کی مخالفت کو سنتے اور جیسا کہ حکم تھا نہایت ادب اور محبت سے ان کی تواضع کرتے رہے آخر جب ان سے میں نے مباحثہ لاہور کے پرچے مانگے تو اس کے بعد وہ بہت جلد تشریف لے گئے اور وعدہ کر گئے کہ جاتے ہی بھیج دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مباحثہ کے کاغذات ختم ہوئے باوجودیکہ وہ مخالفت کے لئے آیا تھا اور مخالفت کرتا رہا مگر حضرت اقدس نے اس لئے کہ وہ مہمان تھا اس کے اکرام اور تواضع کے لئے ہم سب کو حکم دیا اور سب نے اس کی تعمیل کی اس نے مباحثہ وغیرہ تو کوئی نہ کیا اور چپکے سے چل دیا۔

ڈاکٹر پینل کا واقعہ

بنوں کے ایک میڈیکل مشنری ڈاکٹر پینل تھے یہ شخص بڑا دولت مند اور آنریری طور پر کام کرتا تھا بنوں اور اس کے نواح میں اس نے اپنا بڑا دجل پھیلایا ایک مرتبہ وہ ہندوستان کے سفر پر بائیسکل پر نکلا اور اس نے اپنے ساتھ کچھ نہیں لیا تھا۔ ایک مسلمان لڑکا بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ قادیان میں آیا اور یہاں ٹھہرا۔ حضرت اقدس نے باوجودیکہ وہ عیسائی اور سلسلہ کا دشمن تھا۔ اس کی خاطر تواضع اور مہمان داری کے لئے متعلقین لنگر خانہ اور دوسرے احباب کو خاص طور پر تاکید فرمائی اور ہر طرح اس کی خاطر و مدارت ہوئی اس نے اپنے اخبار تحفہ سرحد بنوں میں غالباً اس کا ذکر بھی کیا تھا اور آپ کا یہ طریق تھا کہ آپ مہمانوں کے آنے پر لنگر خانہ والوں کو خاص تاکید فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ 25 ردسمبر 1903ء کو جب کہ بہت سے مہمان بیرونجات سے آ گئے تھے۔ میاں نجم الدین صاحب مہتمم لنگر خانہ کو بلا کر فرمایا کہ

"دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کر دو" (اخبار البدر 8 جنوری صفحہ 403)

اور یہ ایک مرتبہ نہیں ہمیشہ ایسی تاکید کرتے رہتے۔ بعض وقت یہ بھی فرماتے کہ میں نے تم پر حجت پوری کر دی ہے۔ اگر تم نے غفلت کی تو اب خدا کے حضور تم جواب دہ ہو گے۔

ایسا ہی ایک مرتبہ 22 اکتوبر 1904ء کو فرمایا:

"لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدنظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دستکش نہ ہونا چاہیے کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں اس لئے معذور ہوں۔ مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں"۔

(اخبار الحکم 24 نومبر 1904ء صفحہ 201)

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ ۱۵۱ تا ۱۶۴)
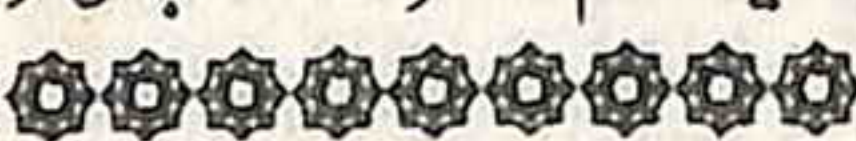
غزل

سپنوں میں بادل کی بارات لے کے آنا
سوکھے سمندروں سے خیرات لے کے آنا

جب قرب کی قیامت برپا ہو جسم و جاں میں
دو چار ہجر کے بھی لمحات لے کے آنا

ترتیل سے کریں گے ہر زخم کی تلاوت
آنا تو زندگی کی تورات لے کے آنا

داخل نہ ہو سکو گے سچوں کی سلطنت میں
پلکوں پہ کوئی سچی سوغات لے کے آنا

پیاسوں کی التجا ہے اے پانیوں کے مالک
دشتِ نجف میں اب کے برسات لے کے آنا

فرقت کے فاصلوں میں اس عہد کی ہے عادت
جو دن کو چھین لینا وہ رات لے کے آنا

صحرا کا جن سے مل کر چہرہ اتر نہ جائے
آبادیوں سے ایسی عادات لے کے آنا

اے رات کے مسافر اس سانولے سفر میں
سورج نہ مل سکیں تو ذرّات لے کے آنا

جنس وفا کو لے کر جب آئیں آنے والے
لازم نہیں ہے ان پر کچھ ساتھ لے کے آنا

پہچاننے میں مضطر دقت نہ ہو کسی کو
آنکھوں میں آنسوؤں کی آیات لے کے آنا

مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم اے

وہ اِک زباں ہے............

زبان کی حفاظت کے بارے میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تاکید

(سید عطاء الواحد رضوی)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے اور اس بارے میں خصوصی تاکید فرمائی ہے۔ آیئے اس بارے میں چند احادیث نبویہ کا مطالعہ کریں۔

۱...... حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور نجات کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی زبان کو روک کر رکھو، اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اور تیرا گھر تیرے لئے کافی ہو اور اگر تجھ سے کوئی غلطی ہو تو تُو اُس پر نادم ہو اور تو اُس غلطی پر رو کر معافی طلب کر۔

(ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۲...... حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان صبح بیدار ہوتا ہے تو تمام اعضاء انسانی زبان سے مخاطب ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہمارے صحیح استعمال کا دارومدار تجھ پر ہے۔ اگر تُو (یعنی زبان) سیدھے راستے پر رہی تو ہم بھی سیدھے راستے پر ہی رہیں گے اور اگر تو نے کجی اختیار کی تو ہم میں بھی کجی آجائے گی۔

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اِک زباں ہے۔ عضوِ نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیثِ سیدنا سید الوریٰ

(ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۳...... حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھے اپنی شرم گاہ اور زبان (کے صحیح استعمال) کی ضمانت دے تو میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

(ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۴...... حضرت عبداللہ بن الشقفیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضور مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس کو میں اپنے پلے باندھ لوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو اپنا رب جانو اور اس پر مضبوطی

سے قائم ہو جاؤں میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کس چیز سے خوف محسوس کرتے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا کہ اس سے۔

(ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۵...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب ماجاء فی حفظ اللسان)

۶...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اوقات انسان بے احتیاطی میں کوئی ایسی بات کر دیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس بات کے ذریعہ اس کے درجات کو رفعت بخشتا ہے اور بعض اوقات انسان بے توجہی سے کوئی ایسی بات کر بیٹھتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے وہ آگ میں ڈالا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب ماجاء فی حفظ اللسان)
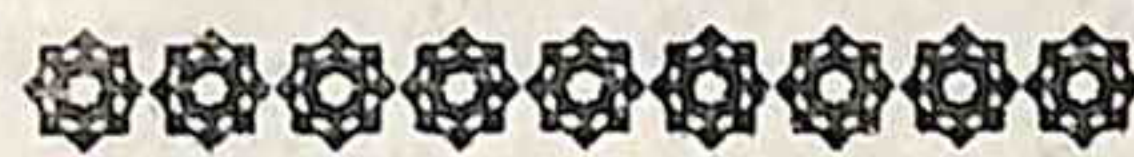
نرم اور پاک زبان کا استعمال

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نرم اور پاک زبان کے استعمال کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان استعمال کرنا اور دوسرے کا ادب کرنا۔ یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے۔ ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے، وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندر نجی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔ ان کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے، جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں ان کو پتہ نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کے کانٹے بن جاتے ہیں اور ان کی روزمرہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں۔ تکلیف دے رہی ہوتی ہیں اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء بحوالہ مشعل راہ جلد سوم صفحہ ۴۶۲، ۴۶۳)

مشعل راہ

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲/اگست ۲۰۰۳ء بمقام مئی مارکیٹ، منہائیم (جرمنی) میں فرمایا:

''نظام کی کامیابی کا اور ترقی کا انحصار اس نظام سے منسلک لوگوں اور اس نظام کے قواعد وضوابط کی مکمل پابندی کرنے پر ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں قانون کی پابندی کی شرح تیسری دنیا یا ترقی پذیر ممالک سے بہت زیادہ ہے اور ان ممالک کی ترقی کی ایک بہت بڑی وجہ یہی ہے کہ عموماً چاہے بڑا آدمی ہو یا افسر ہو اگر ایک دفعہ اس کی غلطی باہر نکل گئی تو پھر اتنا شور پڑتا ہے کہ اس کو اس غلطی کے نتائج بہر حال بھگتنے پڑتے ہیں اور اپنی اس غلطی کی جو بھی سزا ہے اس کو برداشت کرنی پڑتی ہے۔ جبکہ غریب ممالک میں یا آج کل جو ٹرم (Term) ہے تیسری دنیا کے ممالک میں آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی غلط بات ہے تو اس پر اس حد تک پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احساس ندامت اور شرمندگی بھی ختم ہو جاتا ہے اور نتیجةً ایسی باتیں ہی پھر ملکی ترقی میں روک بنتی ہیں۔ تو اگر دنیاوی نظام میں قانون کی پابندی کی اس حد تک، اس شدت سے ضرورت ہے تو روحانی نظام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا ہوا نظام ہے اس میں کس حد تک اس پابندی کی ضرورت ہوگی اور کس حد تک اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ یاد رکھیں کہ دینی اور روحانی نظام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں اس لئے بہر حال انہی اصولوں کے مطابق چلنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اور نبی کے ذریعہ، انبیاء کے ذریعہ پہنچے اور (دین حق) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ نظام ہم تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔ یاد رکھیں شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا لیکن اس آیت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے''۔ (سورة البقرہ: ۲۰۹)

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ ۲۵۵)

تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو......

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھ پہ تھے پیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے، وہ شکایتیں، وہ مزے مزے کی حکایتیں
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمھارے جی کو بری لگی
تو بیاں سے پہلے ہی بھولنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی، کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا، وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہیں نہیں کی ہر آن ادا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا، جسے آپ کہتے تھے باوفا
میں وہی ہوں مومنِ مبتلا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

(مومن خاں مومن)
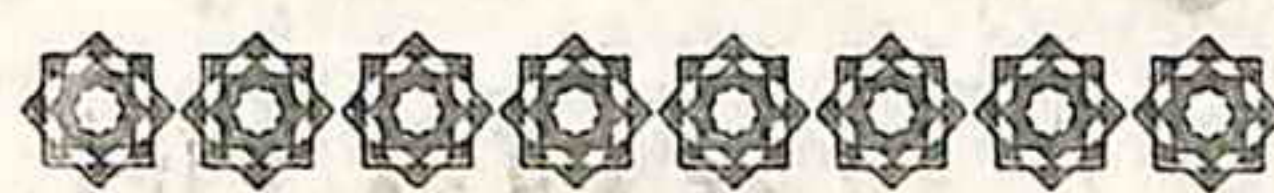
نظام وصیت......دنیا کا نیا نظام

(مرسلہ: مکرم چوہدری ندیم احمد صاحب۔کھاریاں)

حضرت مصلح موعود نظام وصیت کے متعلق فرماتے ھیں:-

''غرض جیسا کہ میں نے بتایا ہے وصیت حاوی ہے اس تمام نظام پر جو (دین حق) نے قائم کیا ہے بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وصیت کا مال صرف لفظی اشاعت (دین حق) کیلئے ہے مگر یہ بات درست نہیں۔وصیت لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کیلئے ہے۔جس طرح اس میں (دعوۃ الی اللہ) شامل ہے اُسی طرح اس میں اُس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فردِ بشر کی باعزت روٹی کا سامان مہیا کیا جائے گا۔جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف (دعوۃ الی اللہ) ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ (دین حق) کے منشاء کے ماتحت ہر فردِ بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا۔یتیم بھیک نہ مانگے گا۔بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کا باپ ہوگی۔عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔نہ اُمیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روز ویلٹ بنا سکتے ہیں۔یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے جاتے ہیں۔جن کے دلوں میں نہ اُمیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو اَمن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد ''الوصیت'' کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے۔پس تمام دوستوں کو اس کی اہمیت سمجھنی چاہیے اور ان دلائل کو اچھی طرح یاد رکھ لینا چاہیے جو میں نے پیش کئے ہیں۔کیونکہ قریباً ہر جگہ ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو بالشوزم کے مداح ہوتے

ہیں۔ میں نے اس تحریک کی خوبیاں اور خامیاں بھی بتا دی ہیں۔ پس ان پر غور کرو اور تعلیم یافتہ طبقہ سے ان کو ملحوظ رکھ کر گفتگو کرو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دلائل ایسے ہیں جن کا کوئی جواب ان تحریکات کے مؤیدین کے پاس نہیں۔

دنیا میں اگر امن قائم ہو سکتا ہے تو اسی ذریعہ سے جس کو آج میں نے بیان کیا ہے۔ اسی طرح آج سے بیس سال پہلے 1924ء میں امن عامہ کے قیام کے متعلق خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ کتاب ''احمدیت'' میں ایک ایسا عظیم الشان انکشاف کیا کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسا عظیم الشان اظہار گزشتہ تیرہ سو سال میں پہلے مفسرین میں سے کسی نے نہیں کیا اور یقیناً وہ ایسی تعلیم ہے کہ گو اس قسم کا دعویٰ کرنا میری عادت کے خلاف ہے مگر میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم کا انکشاف سوائے نبیوں اور اُن کے خلیفوں کے آج تک کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اگر کیا ہو تو لاؤ مجھے اس کی نظیر دکھاؤ۔

پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظامِ نو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس نظامِ نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے۔ اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے حصہ نہیں لے سکا۔ تو وہ اس تحریک کی کامیابی کیلئے مسلسل دعائیں کرتا ہے اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔ پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف (دین حق) اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اُٹھائے کہ آخر اُسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردیہہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دُور کر دیا اور جس نے ہر امیر و غریب کو، ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور اُلفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی۔''

(نظام نو صفحہ 110 تا 112)

✿✿✿✿

كُلُّ مُصِيبَةٌ بَعدَکَ جَلَلُ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی فدائیت کے چند مناظر

(منصور احمد نورالدین)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی محبت میں فدائیت کے جو عظیم الشان نمونے دکھائے ان کا کچھ ذکر

......ا

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ اُحد میں اس قدر جوش وخروش سے کفار مکہ کے حملے کا جواب دیا کہ اُن پر تیر چلاتے چلاتے تین کمانیں توڑ دیں، جو بھی مسلمان تیروں کا ترکش لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یہ تیر ابوطلحہ کے سامنے رکھ دو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ڈھال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو ڈھانپا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے تھے کہ:

یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ آگے نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی تیر لگ جائے۔ اگر کوئی تیر میرے گلے پر لگ بھی جائے تو کوئی بات نہیں کیونکہ میرا گلا آپ کے گلے پر قربان ہے۔

(بخاری کتاب المعازی باب اذھمت طائفتن......)

......۲

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ اُحد میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے تیر پکڑاتے جاتے اور حضرت سعد وہ تیر دشمن پر چلاتے۔ اس موقعہ پر ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِرمِ فِدَاکَ اَبِی وَاُمِّی

(سعد) تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان

حضرت سعدؓ بن وقاص ذکر فرمایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن اپنے ماں باپ میرے لئے جمع کئے یعنی یہ فرمایا تھا کہ "تم پر میرے ماں باپ قربان"۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ فقرہ ہم نے حضرت سعد بن وقاص کے علاوہ اور کسی کے لئے نہیں سنا۔

(بخاری کتاب المعازی باب اذھمت طائفتن......)

......۳

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام عمارہؓ نسیبہ بنت کعب مازنیہ جو کہ دراصل غزوہ اُحد میں مسلمانوں کو پانی پلانے کے لئے آئی تھیں۔ جب وہ رسول کریمؐ کے پاس پہنچیں تو انہوں نے تلوار کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع شروع کر دیا۔ یہ وہ وقت تھا جب ابن قمئہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔ جب اس نے حملہ کیا تو حضرت ام عمارہؓ نے فوراً آگے بڑھ کر اس حملے کو اپنے اوپر لیا اور نہ صرف حملہ روکا بلکہ

اُلٹا اسی پر وار کر دیا۔ مگر وہ دوہری زرہیں پہنے ہوئے تھا جس پر وہ وار کارگر نہ ہوا۔ اُم سعد کہتی ہیں کہ میں نے حضرت اُم عمارہ سے جب اُحد کے حالات سنے تو اس موقع پر انہوں نے اپنے شانے پر مجھے وہ گہرا زخم دکھلایا جو غزوہ اُحد کے روز انہوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے کھایا تھا۔

(سیرة النبویة لابن هشام زیرعنوان شأن عاصم بن ثابت صفحه534)

......۴......

حضرت زیدؓ بن دَثِنہ

صفر 4 ہجری نبوی میں کفار مکہ کی غداری کا ایک واقعہ ہوا جو تاریخ اسلام میں واقعہ رجیع کے نام سے مذکور ہے۔ اس میں دس مسلمانوں کو دھوکے سے شہید کیا گیا۔ سات صحابہ نے تو موقع پر ہی جام شہادت نوش کیا۔ ایک صحابی حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستے میں ہی زدوکوب کر کے شہید کر دیا گیا۔ جب کہ دو صحابہ کو گرفتار کر کے رجیع کے مقام سے مکہ لے جایا گیا۔

حضرت زیدؓ بن دَثِنہ کو صفوان بن امیہ نے قتل کرنے کے لئے خرید لیا۔ جب حضرت زید کو شہید کئے جانے کا وقت آیا تو صفوان رؤسائے قریش کے ہجوم کے ساتھ ان کو لے کر حرم میں آیا۔ اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا کہ زید کو قتل کر دو۔ اس گروہ قریش میں ابوسفیان بن حرب بھی موجود تھا۔ جب قتل کا فیصلہ سنا دیا گیا تو ابوسفیان آگے بڑھا اور حضرت زید سے کہا "سچ کہنا کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے ہاتھوں میں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے۔ جنہیں ہم (نعوذ باللہ) قتل کرتے اور تم اپنے اہل وعیال کے ساتھ خوشی کے دن گذارتے؟

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اور کیا ہی پیارا جواب دیا:

وَاللّٰہِ مَا اُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا الآنَ فِی مَکَانِہِ الَّذِیْ ھُوَ فِیْہِ تُصِیْبُہُ شَوْکَۃٌ تُؤذِیْہِ وَاِنِّیْ جَالِسٌ فِیْ أَھْلِیْ.

خدا کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میرے بچ جانے کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا بھی چبھ جائے اور میں اپنے اہل خانہ میں بیٹھا ہوں۔

اس پر ابوسفیان بے اختیار کہہ اُٹھا

"میں نے کسی شخص کو کسی شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ اصحاب محمد کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے"۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زیدؓ کو شہید کر دیا۔

(السیرة النبویة لابن هشام ذکریوم الرجیع۔صفحه593)

......5......

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسی واقعہ رجیع میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی گرفتار کر کے مکہ لایا گیا۔ ان کی فدائیت اور جانثاری کا واقعہ بھی اپنی ذات میں ایک نمایاں شان رکھتا ہے۔ جب آپ کو شہید کئے جانے کا وقت آیا تو آپ نے دو نفل نماز کی اجازت چاہی۔ اجازت پر مختصر نماز پڑھی اور فرمایا "میرا دل چاہتا تھا کہ میں لمبی نماز پڑھوں لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ کہیں تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ میں موت کو پیچھے ڈالنے کے لئے نماز کو لمبا کر رہا ہوں"۔

اس موقع پر آپ نے یہ اشعار پڑھتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

مَا اُبَالِی حِیۡنَ اُقۡتَلُ مُسۡلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصۡرَعِی
وَذَالِکَ فِی ذَاتِ الۡاِلٰہِ وَاِنۡ یَشَاء
یُبَارِکۡ عَلٰی اَوۡصَالِ شِلۡوٍمُمَزَّعِ

اب جبکہ میں اسلام کی راہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں تو مجھے یہ پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب خدا کے لئے ہے۔ اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔

(بخاری کتاب المغازی باب احدیحبناقاله عباس بن سهل...... ،
السیرة النبویة۔ لابن هشام ذکر یوم الرجیع صفحه ۵۹۳)

......٦......

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعود غزوہ احد میں حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"بدر کی جنگ کے بعد جب صحابہؓ نے آکر بیان کیا کہ لڑائی ہوئی تو ہم یُوں لڑے اور ہم نے یوں بہادری دکھائی تو ایک صحابیؓ جن کا نام مالکؓ تھا وہ اتفاقاً لڑائی میں نہیں گئے تھے کیونکہ بدر کی جنگ میں جانے کا سب کو حکم نہیں تھا۔ جب وہ یہ باتیں سنتے تھے تو انہیں غصہ آجاتا تھا اور وہ مجلس میں ٹہلنے لگ جاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہے یہ لڑائی جس پر تم فخر کرتے پھرتے ہو موقع مِلا تو ہم دکھائیں گے کہ کسطرح لڑا جاتا ہے۔ اَب بظاہر غرور کرنے والا آدمی بُزدل ہوا کرتا ہے مگر وہ اخلاص سے کہتے تھے۔ جب اُحد کا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی لڑنے کا موقع دے دیا جب فتح ہو گئی تو چونکہ وہ بھوکے تھے کھانا انہوں نے نہیں کھایا تھا چند کھجوریں اُن کے پاس تھیں جنگ کے میدان سے پیچھے آکر انہوں نے ٹہلتے ٹہلتے کھجوریں کھانی شروع کیں۔ اتنے میں پیچھے سے خالد نے آکر حملہ کیا اور اسلامی لشکر اس اچانک حملہ سے تتّر بتّر ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر مشہور ہو گئی کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ پیچھے آکے ایک پتّھر پر بیٹھ کر رونے لگ گئے۔ مالک ٹہلتے ٹہلتے جو وہاں پہنچے تو کہنے لگے عمرؓ!...... خدا نے اسلام کو فتح دی، دشمنوں کو شکست دی اور آپ ابھی رو رہے ہیں۔ عمرؓ کہنے لگے مالکؓ! تمہیں پتہ نہیں بعد میں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگے پہاڑ کے پیچھے سے یکدم دشمن نے حملہ کیا، مسلمان بِالکل غافل تھے حملہ میں لشکر بالکل تتّر بتّر ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ چند کھجوریں جو اُن کے پاس تھیں اُن میں سے ایک اُن کے ہاتھ میں باقی تھی وہ کھجور انہوں نے اُٹھائی اور اُٹھا کر زمین پر ماری اور مار کے کہنے لگے۔ میرے اور جنّت کے درمیان اِس کھجور کے سوا اَور کیا روک ہے۔ غرض وہ کھجور انہوں نے پھینک دی اور پھر کہنے لگے عمرؓ! اگر یہ بات ہے تو پھر بھی اِس میں رونے کی کونسی بات ہے جدھر ہمارا محبوب گیا اُدھر ہی ہم بھی جائیں گے۔ یہ کہا اور تلوار کھینچ کر دشمن پر حملہ کر دیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ جب ایک ہاتھ کاٹا گیا تو دوسرے ہاتھ سے تلوار پکڑ

لی، دوسرا ہاتھ کاٹا گیا تو مُنہ میں تلوار پکڑ کر جنگ کرنی شروع کی۔ جب انہوں نے مُنہ بھی زخمی کر کے خود وغیرہ کاٹ دی تو لاتیں ہی مارنی شروع کر دیں، آخر انہوں نے ٹانگیں بھی کاٹ دیں۔ جنگ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی بہن سے پتہ لگا کہ وہ رہ گئے ہیں تو آپؐ نے فرمایا اُن کی تلاش کرو۔ صحابہؓ تلاش کرنے گئے تو انہوں نے کہا ہم نے کہیں اُن کی لاش نہیں دیکھی۔ بہن نے کہا وہ وہاں گئے ہیں اور اس نیت سے گئے ہیں کہ مَیں وہاں شہادت حاصل کرونگا اَور کہیں وہ نہیں دیکھے گئے ضرور وہیں ہونگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے ضرور ہونگے تم جاؤ اور تلاش کرو۔ چنانچہ وہ پھر گئے اور سب جگہ تلاش کرتے رہے کہنے لگے۔ یارسول اللہ! اور تو کہیں پتہ نہیں لگتا ایک لاش کے ستّر ٹکڑے ہم کو ملے ہیں وہ اگر ہو تو ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بہن کو کہا کہ جاؤ اور دیکھو۔ اُن کی ایک اُنگلی پر نشان تھا۔ بہن نے اُسے پہچان کر کہا ہاں! یہ میرے بھائی کی لاش ہے۔ یہ کتنا عظیم الشان بہادری کا مقام ہے اور کتنی بڑی قربانی ہے۔ کیا دنیا کی کوئی تاریخ اس قسم کی مثال پیش کر سکتی ہے۔ لشکر شکست کھاتے ہیں تو بھاگتے ہوئے سانس بھی نہیں لیتے پھر ہارتے ہیں تو دل ٹوٹ جاتا ہے مگر عمرؓ جیسا بہادر روتا ہے تو وہ کہتا ہے یہ کیا بیہودہ بات ہے۔ کیا تم اِس لئے روتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو ہم نے اس دنیا میں رہ کر کیا لینا ہے۔

(سیر روحانی صفحہ ۵۹۸، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۸۵)

......۷......

حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت مصلح موعود غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے دو بچوں حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے والے شخص ابوجہل کو دیکھنے کے لئے بے چین تھے، کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''بدر کی جنگ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ مَیں کھڑا تھا اور ابوجہل ہم سے تین گُنا لشکر لے کر کھڑا تھا، پھر اُن کے پاس زِرہیں اور سامانِ جنگ بھی زیادہ تھا اور وہ خود پہنے ہوئے تھے۔ دل میں خیال پیدا ہوا کہ آج میں اچھی طرح لڑوں گا مگر پھر مَیں نے اپنے اِدھر اُدھر جو دیکھا تو میں نے دیکھا کہ میرے دائیں بائیں دو انصاری لڑکے کھڑے ہیں جن کی پندرہ پندرہ سال کی عمر تھی۔ دل میں خیال آیا کہ آج تو بڑی بُری ہوئی آج تو لڑنے کا موقع تھا اور اِردگرد لڑکے کھڑے ہیں انہوں نے کیا کرنا ہے؟ دل میں یہ خیال آرہا تھا کہ ایک لڑکے نے مجھے کہنی ماری۔ مَیں نے اُس کی طرف دیکھا تو کہنے لگا۔ چچا نیچے ہو کر میری بات سنو۔ مَیں نے اپنا کان اس کی طرف کیا تو اُس نے کہا چچا! مَیں نے سُنا ہے کہ ابوجہل خبیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکلیفیں دیا کرتا ہے میرے دل

میں اُس کے متعلق غصّہ ہے اور مَیں چاہتا ہوں کہ اُسے ماروں وہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں مَیں حیرت زدہ ہو گیا کیونکہ باوجود اتنا تجربہ کار جرنیل ہونے کے میرے اندر بھی یہ خیال نہیں آتا تھا کہ مَیں ابو جہل کو مار سکتا ہوں کیونکہ سامنے دشمن کی ساری صفیں کھڑی تھیں، دو تجربہ کار جرنیل اُس کے سامنے پہرہ دے رہے تھے اور وہ بیچ میں گھرا ہوا تھا۔ لیکن میری حیرت ابھی دُور نہیں ہوئی تھی کہ دوسری طرف سے مجھے کہنی لگی۔ مَیں اُس طرف متوجہ ہوا تو دوسرا نوجوان مجھے کہنے لگا چچا! ذرا کان نیچے کر کے میری بات سُنیں تا دوسرا نہ سُنے کیونکہ رقابت تھی۔ کہنے لگے مَیں نے کان نیچے کیا تو اُس نے بھی یہی کہا کہ چچا! مَیں نے سُنا ہے ابو جہل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا دُکھ دیا کرتا ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں اُس کو ماروں مجھے بتاؤ وہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں تب تو میری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ مَیں نے سمجھا بچّے ہیں جوش میں کہہ رہے ہیں۔ مَیں نے اُنگلی اُٹھائی اور کہا یہ دیکھو دشمن کی صفیں کھڑی ہیں اِن کے پیچھے وہ شخص جس کے آگے دو آدمی ننگی تلواریں لئے کھڑے ہیں وہ ابو جہل ہے۔ وہ کہتے ہیں میری اُنگلی ابھی نیچے نہیں ہوئی تھی کہ وہ لڑکے باز کی طرح کودے اور صفوں کو چیرتے ہوئے اُس تک جا پہنچے۔ جاتے ہی ایک پر ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے وار کیا اور اُس کا ہاتھ کاٹ دیا لیکن اُس کا دوسرا ساتھی پہنچ گیا۔ جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اُس نے جلدی سے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ پر پاؤں رکھا اور زور سے جھٹک کر اُسے جسم سے الگ کر دیا اور پھر دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر ابو جہل پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ابو جہل کو زخمی کر کے گرا دیا۔ غرض لڑائی ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ انہوں نے ابو جہل کو جا کر ختم کر دیا"۔

(سیر روحانی صفحہ ۶۰۶، ۶۰۷)

......۸......

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ احد میں جو کارنامہ سرانجام دیا اس کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے وہ دن تو سارے کا سارا حضرت طلحہ کا تھا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ دشمن حضرت نبی کریم صلی اللہ کی طرف حملے کے لئے بڑھ رہا ہے تو آپ نے اپنی ہتھیلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے آگے کر دی اور اس پر مسلسل تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ کھاتے رہے اور اپنی ہاتھ کو آگے سے نہ ہٹایا اور اس روز ۳۰ سے زیادہ زخم آپ کو پہنچے اور بعض روایات میں ہے کہ ۷۰ کے قریب زخم آپ پہنچے۔ ان زخموں کے نتیجے میں آپؓ کا ہاتھ شل ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

......۹......

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوۂ اُحد میں جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن نے حملہ کیا تو نہایت بے خوفی سے دفاع کرنے والوں میں سے ایک صحابی حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابو دجانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو اپنے جسم سے چھپائے رکھا اور جو تیر یا پتھر آتا

تھا اسے اپنے جسم پر لیتے تھے۔ حتی کہ ان کا بدن تیروں سے چھلنی ہو گیا، مگر انہوں نے اف تک نہ کی تا ایسا نہ ہو کہ ان کے بدن کی حرکت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا کوئی حصہ ننگا ہو جاوے اور آپ کو کوئی تیر آ کر لگ جائے۔

(سيرة النبوية لابن هشام عنوان ذكر شأن عاصم بن ثابت صفحه 534)

......۱۰......

حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوۂ احد کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دریافت فرمایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لڑائی کے وقت دشمن کے نیزوں میں بُری طرح گھرے ہوئے دیکھا تھا۔ اس واقعہ کو حضرت میاں بشیر احمد صاحب اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ایک انصاری صحابی اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور میدان میں ادھر اُدھر سعد کو تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر انھوں نے اونچی اونچی آوازیں دینی شروع کیں اور سعد کا نام لے کر پکارا مگر پھر بھی کوئی سراغ نہ ملا۔ مایوس ہو کر وہ واپس جانے کو تھے کہ انہیں خیال آیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر تو پکاروں۔ شاید اس طرح کچھ پتہ چل جاوے۔ چنانچہ انھوں نے بلند آواز سے پکار کر کہا 'سعد بن ربیع کہاں ہیں؟ مجھے رسول اللہ نے ان کی طرف بھیجا ہے'۔ اس آواز نے سعد کے نیم مردہ جسم میں ایک بجلی کی لہر دوڑا دی اور انھوں نے چونک کر مگر دھیمی آواز میں جواب دیا۔ 'کون ہے؟ میں یہاں ہوں'۔ اُبی بن کعب نے غور سے دیکھا تو تھوڑے فاصلہ پر مقتولین کے ایک ڈھیر میں سعد کو پایا جو اس وقت نزع کی حالت میں جان توڑ رہے تھے۔ ابی بن کعب نے ان سے کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہاری حالت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دوں۔ سعد نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ خدا کے رسولوں کو جو اُن کے متبعین کی قربانی اور اخلاص کی وجہ سے ثواب ملا کرتا ہے خدا آپ کو وہ ثواب سارے نبیوں سے بڑھ چڑھ کر عطا فرمائے اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے اور میرے بھائی مسلمانوں کو بھی میرا اسلام پہنچانا اور میری قوم سے کہنا کہ اگر تم میں زندگی کا دم ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو خدا کے سامنے تمہارا کوئی عذر نہیں ہوگا۔ یہ کہہ کر سعد نے جان دے دی"۔

(مؤطا امام مالك كتاب الجهاد بحواله سيرة خاتم النبيين صفحه ٥٠٠، ٥٠١)

......۱۱......

ایک انصاری صحابیہ

(كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلُ)

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام شہداء احد کی تدفین سے فارغ ہو کر واپس مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک انصاری عورت سخت گھبراہٹ کے عالم میں اُحد کے راستہ پر آ رہی تھی۔ صحابہ نے اس کو اطلاع دی کہ تمھارا باپ اور بھائی اور خاوند سب اُحد میں شہید ہو گئے ہیں۔ وہ مخلص خاتون جو صرف اور صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت کی اطلاع سننے کے لئے آئی تھی، بے تاب ہو کر کہنے لگی مجھے یہ بتاؤ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور وہ تشریف لا رہے ہیں۔ جب اس کی نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو بے اختیار کہہ اٹھی

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلُ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو پھر سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔ (ترمذی)
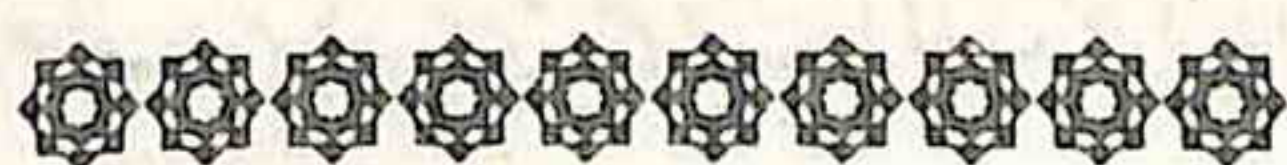
سبق آموز واقعات

(مرتبہ: مرزا فرحان احمد۔ کراچی)

حضرت مصلح موعود نے اپنی تقاریر، خطبات، دروس اور مجالس میں بعض نہایت مختصر مگر سبق آموز واقعات بیان فرمائے ہیں۔ جو کہ عملی زندگی میں نہایت مفید اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ذیل میں قارئین خالد کے استفادہ کے لئے ان میں سے چند ایک درج کئے گئے ہیں۔ مدیر

تَعرِفُهُم بِسِيمَاهُم

''ایک دن (حضرت ابوہریرہؓ) سخت بھوکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ پاس سے گذرے تو انہوں نے اُن سے ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ وہ بتا کر چلے گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا میں ان سے کم معنے جانتا ہوں کہ وہ معنے بتانے لگ گئے میرا تو یہ مطلب تھا کہ وہ شکل دیکھ کر پہچان لیں اور مجھے کچھ کھانے کو دیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاس سے گذرے انہوں نے آپ سے بھی ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ وہ بھی معنے بتا کر چلے گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ پھر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کیا ابوہریرہ ان سے کم معنے جانتا ہے کہ انہوں نے آیت کے معنے بتائے اور چلے گئے اتنے میں مسجد کی ایک طرف سے کھڑکی کھلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار سے فرمایا۔ ابوہریرہ: معلوم ہوتا ہے۔ تم بھوکے ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر مسجد میں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوں تو اُن کو بھی بلا لاؤ۔ اس وقت مسجد میں سات آدمی تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ ان کو بلا لائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا ایک پیالہ دے کر فرمایا کہ پہلے ان کو پلاؤ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ بھوک تو مجھے لگی ہوئی ہے اگر انہوں نے دودھ پی لیا تو میرے لئے کیا بچے گا۔ لیکن میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ان کو باری باری دودھ پلایا اور سب نے پی لیا مگر پھر بھی وہ پیالہ اسی طرح بھرا رہا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ابوہریرہ: اب تم پیو۔ آخر میں نے پیا اور خوب پیا۔

جب مَیں سیر ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر پیو۔ مَیں نے پھر پیا۔ آپ نے فرمایا: پھر پیو۔ مَیں نے پھر پیا۔ آپ نے فرمایا: پھر پیو۔ آخر مَیں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب تو میرے ناخنوں تک دودھ کی تراوت پہنچ گئی ہے۔ اس پر آپ نے وہ پیالہ میرے ہاتھ سے لے لیا اور خود پی لیا۔ یہ تَعرِفُهُم بِسِيمَاهُم کی صداقت کا کتنا زبردست ثبوت ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۲۷، ۶۲۸)

تسابق کی روح

''سید اسمٰعیل صاحب کسی کام کے لئے دہلی آئے ہوئے تھے۔ جب دہلی سے واپس جاتے ہوئے کیمبل پور کے مقام

پر پہنچے تو کسی نے اُن سے ذکر کیا کہ اِس دریا کو یہاں سے تیر کر کوئی شخص نہیں گذر سکتا۔ اس زمانہ میں صرف فلاں سکھ ہے جو گذر سکتا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی اُس کا مقابلہ کرنے والا نہیں۔ وہ وہیں ٹھہر گئے اور کہنے لگے کہ اچھا ایک سکھ ایسا کام کرتا ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ اب جب تک میں اِس دریا کو پار نہ کرلوں گا میں یہاں سے نہیں ہلوں گا۔ چنانچہ وہیں انہوں نے تیرنے کی مشق شروع کر دی۔ اور چار پانچ مہینہ میں اتنے مشاق ہو گئے کہ تیر کر پار گذرے اور پار گذر کر بتا دیا کہ سکھ ہی اچھے کام کرنے والے نہیں بلکہ مسلمان بھی جب چاہیں اُن سے بہتر کام کر سکتے ہیں۔ اس تسابق کی رُوح کو جب بھی ہم اپنے سامنے لاتے ہیں۔ ہماری روحوں میں ایک بالیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمارے دلوں میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور ہمارے دماغوں میں عزم پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے مخالف یا مد مقابل یا رقیب سے کسی صورت میں بھی دبیں گے نہیں''۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

استقامت

مَیں نے کئی دفعہ ایک بزرگ کا واقعہ سنایا ہے جو متواتر بیس سال ایک ہی دعا کرتے رہے اور اُن کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اس عرصہ میں اُن کا ایک مرید بھی آ گیا۔ وہ بزرگ رات کو اُٹھ کر دعا مانگ رہے تھے کہ انہیں الہام ہوا کہ تمہاری یہ دعا قبول نہیں ہوگی۔ یہ الہام اُن کے مرید نے بھی سن لیا مگر وہ شرم کے مارے چپ رہا۔ اور اُس نے زبان سے کچھ نہ کہا دوسری رات پھر اُس بزرگ نے دعا کی تو پھر الہام ہوا کہ تمہاری یہ دعا قبول نہیں ہوگی اور ساتھ ہی مرید کو بھی اس کا پتہ لگ گیا۔ مگر وہ پھر بھی شرم کے مارے چپ رہا تیسری رات پھر وہ بزرگ مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ الہام ہوا۔ تمہاری یہ دعا قبول نہیں ہوگی۔ اور مرید نے بھی یہ آواز سن لی۔ وہ خاموش نہ رہ سکا اور اُس نے کہا کہ ایک دفعہ دعا قبول نہ ہو یا دو دفعہ قبول نہ ہو تو کوئی بات نہیں مگر آپ کو تو کئی بار کہا گیا کہ یہ دُعا قبول نہیں ہو سکتی مگر پھر بھی آپ مانگتے چلے جاتے ہیں۔ اُس بزرگ نے کہا کہ تم تو ابھی سے تھک گئے ہو۔ مَیں تو یہ دُعا بیس سال سے متواتر کر رہا ہوں اور بیس سال سے ہی مجھے یہ جواب مل رہا ہے۔ لیکن پھر بھی میں مانگتا چلا جاتا ہوں۔ لیکن تم تین دن سے ہی یہ آواز سن کر کہتے ہو کہ بس کرو۔ میرا کام اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کام ماننا اور قبول کرنا ہے مَیں اپنا کام کرتا جاؤں گا اللہ تعالیٰ اپنا کرے گا۔ وہ مانے یا نہ مانے اس کا اپنا اختیار ہے۔ پس اعلیٰ درجہ کے لوگ گھبراتے نہیں۔ وہ اعمال بجا لاتے ہیں مگر اس کے بدلے میں انعام کے طالب نہیں ہوتے''۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۹)

توکل علی اللہ اور تائید الٰہی

ایک دن تو لطیفہ ہوا۔ کسی نے (حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے) اپنا روپیہ مانگا اُس دن آپ کے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔ مگر اُسی وقت ایک شخص علاج کے لئے آ گیا۔ اور اُس نے ایک پڑیا میں کچھ رقم لپیٹ کر آپ کے سامنے رکھ دی۔ حافظ

روشن علی صاحب کو علم تھا کہ روپیہ مانگنے والا کتنا روپیہ مانگتا ہے آپ نے حافظ صاحب سے فرمایا دیکھو اس میں کتنی رقم ہے انہوں نے گنا تو کہنے لگے بس اتنی ہی رقم ہے جتنی رقم کی حضور کو ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا یہ اُس کو دے دو۔

اسی طرح آپ ایک پرانے بزرگ کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک قرض خواہ اُن کے پاس گیا۔ اور اُس نے کہا کہ آپ نے میری اتنی رقم دینی ہے اور اس پر اتنا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب آپ میرا روپیہ ادا کردیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو ہے نہیں جب آئے گا دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا۔ تم بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو اور قرض لے کر ادا نہیں کرتے۔ یہ کہاں کی شرافت ہے۔ اتنے میں وہاں ایک حلوا بیچنے والا لڑکا آ گیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ آٹھ آنے کا حلوہ دیدو۔ لڑکے نے حلوہ دے دیا اور انہوں نے وہ حلوہ اس قارض کو کھلا دیا۔ لڑکا کہنے لگا کہ میرے پیسے میرے حوالے کیجئے۔ وہ کہنے لگے تم آٹھ آنے مانگتے ہو اور میرے پاس تو دو آنے بھی نہیں۔ وہ لڑکا شور مچانے لگ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ قرض خواہ کہنے لگا کہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ میری رقم تو ماری ہی تھی اس غریب کی اٹھنی بھی ہضم کرلی۔ غرض وہ دونوں شور مچاتے رہے اور وہ بزرگ اطمینان سے اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے اپنی جیب میں سے ایک پڑیا نکال کر انہیں پیش کی اور کہا کہ فلاں امیر نے آپ کو نذرانہ بھیجا ہے۔ انہوں نے اُسے کھولا تو اُس میں روپے تو اتنے ہی تھے جتنے قرضخواہ مانگتا تھا مگر اُس میں اٹھنی نہیں تھی۔ کہنے لگے۔ یہ میری پڑیا نہیں اسے واپس لے جاؤ۔ یہ سنتے ہی اُس کا رنگ فق ہوگیا۔ اور اُس نے جھٹ اپنی جیب سے ایک دوسری پڑیا نکالی اور کہنے لگا مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ آپ کی پڑیا یہ ہے۔ انہوں نے اُسے کھولا۔ تو اُس میں اتنے ہی روپے تھے جتنے قارض مانگ رہا تھا اور ایک اٹھنی بھی تھی۔ انہوں نے دونوں کو بلایا اور وہ روپے انہیں دے دیئے۔ غرض زندہ خدا اپنے بندوں کی تائید میں ہمیشہ اپنے نشانات دکھاتا رہتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد۲ صفحہ ۵۸۰)

تقدیر مبرم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ جب نواب محمد علی خان صاحب کے لڑکے عبدالرحیم خان کے لئے جبکہ وہ شدید بیمار تھا دعا کی تو (بتایا گیا) کہ "تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر"۔ آپ کو خیال آیا کہ نواب صاحب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان آ رہے ہیں۔ اُن کا لڑکا فوت ہوگیا تو انہیں ابتلاء نہ آجائے۔ اس لئے آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ الٰہی میں اس لڑکے کی صحت کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس پر آپ کو بڑے زور سے (آواز آئی) ...... یعنی تم کون ہو جو میری اجازت کے بغیر شفاعت کرتے ہو۔ اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے بڑے انسان تھے۔ تیرہ سو سال سے دنیا آپ کی منتظر تھی۔ مگر وہ بھی سفارش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کون ہو کہ بلا اجازت سفارش کرو۔ حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے یہ (بتایا گیا)۔ تو میں گر پڑا اور بدن پر رعشہ طاری ہو گیا اور قریب تھا کہ میری جان نکل جاتی۔ لیکن جب یہ حالت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَازُ (اچھا ہم شفاعت کی اجازت دیتے ہیں)۔ چنانچہ آپ نے شفاعت کی اور عبدالرحیم خان اچھے ہو گئے۔ غرض جب مسیح موعود علیہ السلام جیسے انسان کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم کون ہو جو بلا اذن سفارش کرو تو اور لوگوں کی کیا حیثیت ہے کہ کسی کی سفارش کر سکیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۸۱)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞
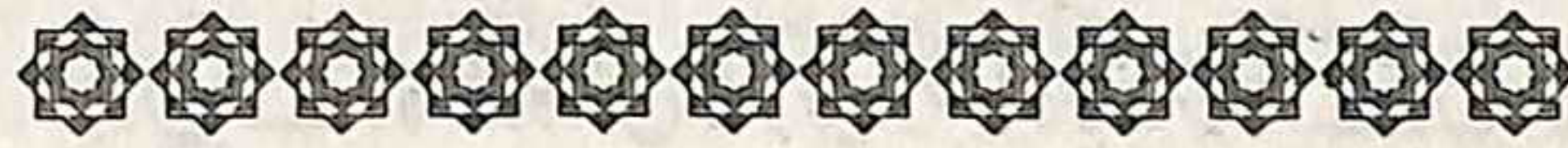
رزلٹ مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی دوم بعنوان
آنحضورؐ کے اخلاق عظیم

پوزیشن	نام خادم	مجلس
اول	طارق منصور	لاٹھیانوالہ فیصل آباد
دوم	قیصر محمود	دارالعلوم جنوبی بشیر ربوہ
سوم	ڈاکٹر ظہیر احمد طاہر	ڈیریانوالہ نارووال
چہارم	مبارک احمد فرخ	دارالصدر شمالی ب ربوہ
پنجم	سمیع اللہ	لاٹھیانوالہ فیصل آباد
ششم	عمران احمد	ناصر آباد غربی ربوہ
ہفتم	فراست احمد راشد	کوارٹرز صدر انجمن ربوہ
ہشتم	انصر احمد اشرف	دارالرحمت وسطی ربوہ
نہم	مبین احمد طاہر	دارالصدر غربی لطیف ربوہ
دہم	اسد محمود طاہر	فیکٹری ایریا حیدر آباد

رزلٹ مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی سوم بعنوان
وقف عارضی کی اہمیت

پوزیشن	نام خادم	مجلس
اول	طارق محمود عارف	ناصر آباد غربی ربوہ
دوم	قیصر محمود	دارالعلوم جنوبی بشیر ربوہ
سوم	یوسف احمد	کوارٹرز تحریک جدید ربوہ
چہارم	آصف محمود نیر	دارالعلوم غربی ثناء ربوہ
پنجم	سعود رفاقت	ناصر آباد شرقی ربوہ
ششم	محمد ارشد نعیم	مسعود آباد ورکشاپ فیصل آباد
ہفتم	عطاء الصبور ظفر اللہ	مظفر گڑھ
ہشتم	ڈاکٹر ملک خالد وسیم	سمبڑیال
نہم	شرجیل بابر	دارالعلوم غربی ثناء ربوہ
دہم	عبدالشکور	دارالفضل شرقی ربوہ

ہیرے کی کہانی

(مکرم غلام مرتضیٰ ظفر صاحب)

میں چونکہ ہیرے کی مائن mine یعنی کان پر کام کرتا ہوں اس لئے جب بھی لوگوں سے ملتا ہوں وہ ہیرے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مختلف قسم کے سوالات کرتے ہیں۔ تو میں نے سوچا کیوں نہ ایک ایسا مضمون لکھا جائے جس میں عام آدمی کو ہیرے کے بارے میں بنیادی معلومات دی جائیں۔ تو قارئین کرام میں کوشش کروں گا کہ ٹیکنیکل تفصیل میں جائے بغیر عام لوگوں کی معلومات کے لئے لکھ سکوں۔

ہیرا ایک ایسی چیز ہے جو صدیوں سے بطور جیولری استعمال ہوتا آیا ہے اور خاص کر عورتوں کی تو کمزوری ہے۔ مگر پہلے وقتوں میں ہیرے تک صرف نوابوں اور بادشاہوں کو ہی رسائی تھی مگر اب ہیرا تقریباً ہر آدمی کی پہنچ میں ہے۔ ہیرے کو اس سے ملتے جلتے چمکتے پتھروں سے غلط بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ خبردار رہیے کسی راستہ چلتے سائیکل والے سے ہیرا کبھی نہ خریدیئے۔ وہ اصلی نہیں ہوگا۔ اس کو پہچاننے کے لئے ماہر آنکھ اور بنیادی علم کا ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ میاں محمد بخش صاحب نے فرمایا:

کچ وی منکا تے لال وی منکا رنگ اِکو جیا دواں دا
جدوں صرافاں اَگے چڑھیا فرق لکھاں کواں دا

ہیرے زمین کے نیچے بہت گہرائی میں بنے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق سو سے چار سو کلومیٹر کی گہرائی میں یہ ہیرے معرض وجود میں آئے اور زمین کے نیچے سے جو لاوا ایک طوفانی رفتار کے ساتھ زمین کے کمزور حصوں کو چیرتا ہوا سطح زمین کی طرف آیا تو راستے میں پڑے ان ہیروں کو اپنے اندر لپیٹ کر سطح زمین پر لے آیا۔ بعد میں اس مٹی کو جو لاوا کے ٹھنڈے ہونے کے بعد معرض وجود میں آئی اور جس میں یہ ہیرے جڑے رہ گئے اس کو Kimberlite کہا گیا۔ اس کا نام Kimberlite اس لئے پڑا کہ انڈیا کے بعد ساؤتھ افریقہ میں Kimberly کے مقام سے یہ مٹی دریافت ہوئی جس نے ڈائمنڈ کی تاریخ میں انقلاب برپا کر دیا اور اس مٹی کو Kimberlite کا نام دیا گیا۔ ایک بات قابل ذکر ہے کہ یہ گیس اور آگ کا گولہ جو زمین کی تہہ سے سطح زمین کی طرف آیا اس کی رفتار تقریباً تیس سے سو کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔ کہتے ہیں کہ اگر یہ طوفان کم رفتار سے آتا تو ہیرے کو اپنی ہیئت تبدیل کرنے کا موقع مل جاتا اور گریفائیٹ میں تبدیل ہو جاتا۔ یعنی ہیرا پھیری ہو جاتی اور ہیرا ہیرا نہ رہتا۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہیرا خالص کاربن ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ کوئلہ اور گریفائیٹ بھی کاربن ہی ہیں مگر ایٹموں کی ترتیب کچھ مختلف ہے۔ ہیرے کی عمر کوئی زیادہ نہیں ہے صرف دو سے تین بلین سال ہے اور Kimberlite جو اس ہیرے کو اٹھا کر زمین تک لایا اس کی عمر ہیرے سے ذرا کم ہے یعنی صرف نوے ملین سال۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہیرے بنے کیسے۔ یہ زمین کے نیچے بہت زیادہ درجہ حرارت تقریباً 1300 C اور بہت زیادہ دباؤ یعنی پینتالیس سے ساٹھ کلوبار کے ماحول میں بنے۔ ہیرے کے ایٹم اس طرح جڑے ہیں کہ یہ تمام معدنیات میں سب سے سخت ترین ہے اور اس کی hardness موہر سکیل کے مطابق دس ہے مگر بقول شاعر۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

ہیرے زمین میں اس طرح نہیں پائے جاتے کہ گئے

اور مٹھی میں لے آئے۔ انہیں نکالنے کے لئے کافی پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی خوش قسمتی سے ہیرے سامنے پڑے بھی مل جاتے ہیں جیسا افریقہ کے اکثر ملکوں میں عام لوگ غیر قانونی کھدائی کر کے ہیرے نکال لیتے ہیں۔ ایک موٹا اندازہ لگالیں کہ اگر ڈائمنڈ کا گریڈ اچھا ہے تو پانچ گرام ہیرے نکالنے کے لئے آپ کو دس گرام مٹی چھاننی پڑے گی۔ ہیرے میں سے صرف بیس فیصد ہی چمکدار اور gem کوالٹی کے ہیں باقی ہلکی کوالٹی کے ہیں جن کو industrial ہیرے کہتے ہیں اور جو مشینری وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہیرے اب مصنوعی طریقے سے بھی بنائے جاسکتے ہیں اور خاص کر انڈسٹریل ہیرے تو اب مصنوعی ہی بنائے جاتے ہیں کیونکہ ان کی جتنی ڈیمانڈ ہے وہ قدرتی ہیروں سے پوری نہیں ہو رہی ہے۔ ساؤتھ افریقہ اور امریکہ میں ایسی فیکٹریاں ہیں جو مصنوعی ہیرے بناتی ہیں۔ ان کی شکل بالکل اصلی ہیرے جیسی ہوتی ہے اور اناڑی آدمی اسے پہچان نہیں سکتا۔ اگر آپ نے ہیرا خریدنا ہے تو خبردار رہیئے کہیں نقلی ہیرا نہ خرید لیجئے ورنہ بعد میں حقیقت ظاہر ہونے پر یار من جس کو تحفہ دیا ہے داغ جدائی دے جائے گا۔ گھبرایئے نہیں میں آپ کو بتاؤں گا کہ اصل ہیرے کی پہچان کیا ہے اور کیسے خریدا جانا چاہیے۔

پہلے آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ ہیرے کو مٹی سے الگ کیسے کیا جاتا ہے۔ یاد رکھیں کہ ہیرے کی دو خصوصیات بہت اہم ہیں جو اسے مٹی اور پتھر سے الگ کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ عام پتھر سے بھاری ہوتا ہے۔ اس کی density کثافت 3.5 سے اوپر ہوتی ہے اس لئے یہ اس میڈیم میں بھی ڈوب جاتا ہے جہاں عام پتھر تیرتا ہے۔ دوسرے یہ چمکدار ہوتا ہے اور ایکسرے مشین اسے پکڑ لیتی ہے۔ اور تیسرے یہ کہ اس میں گریس کے ساتھ چمکنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور جب اسے گریس لگے ایک ٹیبل پر سے گزارا جائے تو گریس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔

ہیرے کی مائن سے کھدائی کر کے یا بارود چلا کر کمبر لائٹ کو توڑا جاتا ہے اور بڑے پتھروں کو کرشر crusher میں ڈال کر چھوٹا کیا جاتا ہے۔ پھر اسے ایک بڑی مل میں ڈال کر دھویا جاتا ہے تا کہ باریک ریت اور مٹی الگ ہو جائے۔ باقی بچنے والے پتھروں کو ایک خاص قسم کی بھاری میڈیا سے گزارا جاتا ہے جسے فیرا سیلیکان سلری کہتے ہیں۔ یہاں پتھر تیر کر الگ ہو جاتے ہیں اور ہیرے سمیت کچھ بھاری پتھر ڈوب کر الگ ہو جاتے ہیں۔ اسے concentrate کہتے ہیں۔ اس کو ایک ایکسرے مشین سے گزارا جاتا ہے جو کہ چمکدار ہیرے کو پکڑ کر ایک باکس میں ڈال دیتی ہے مگر ہیرے کے ساتھ چند اور چمکدار پتھر بھی یہ پکڑ لیتی ہے جس سے بعد میں ہیرے چن لئے جاتے ہیں۔ مگر کچھ ہیرے چمکدار نہیں ہوتے جیسے کہ کالے ہیرے جو کہ ایکسرے مشین سے نہیں پکڑے جاسکتے۔ اس لئے ان ہیرے ملے پتھروں کو گریس ٹیبل پر سے گزارا جاتا ہے۔ یہاں تمام ہیرے گیس کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں اور پتھر وغیرہ آگے گزر جاتے ہیں۔ اس طرح حاصل ہونے والے ہیرے کو رف ڈائمنڈ rough diamond کہتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ رف ڈائمنڈ کی وہ شکل نہیں ہوتی جس میں آپ عام طور پر ہیرے کو دیکھتے ہیں۔ ہیرے کی یہ صورت اس رف ہیرے کو تراشنے اور پالش کرنے کے بعد ایک ماہر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مائن سے نکلنے والا رف ہیرا جب آپ کے پاس پہنچتا ہے تو اس کی قیمت کئی گنا بڑھ چکی ہوتی ہے۔ ہیرے کو کٹ اور پالش کرنے کا عمل بھی بہت لمبا اور مہنگا ہوتا ہے۔ چونکہ ہیرے کو ہیرا ہی کاٹ سکتا ہے اس لئے اس کو کئی دنوں تک

ایک ہیرے لگی پلیٹ پر رگڑ رگڑ کر صحیح شکل اور صورت دی جاتی ہے۔ اور اس عمل میں ہیرے کا تقریباً آدھا وزن ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رف ہیرا عام آدمی نہیں خرید سکتا کیونکہ اس کے لئے اسپیشل پرمٹ لینا پڑتا ہے۔ دوسرے صرف وہ لوگ ہی خرید سکتے ہیں جن کے پاس کٹ اور پالش کرنے کے انتظامات ہوتے ہیں۔ اس لئے خیال کیجئے کہیں کسی سائیکل والے سے کوئی ہیرا نہ خرید لینا۔ درحقیقت ہیرے آج سے کوئی تین چار سو سال پہلے انڈیا میں دریافت ہوئے تھے۔ کوہ نور اور مغل اعظم جیسے ہیرے بہت شہرت یافتہ ہیں مگر ہیرے کی تاریخ میں انقلاب ساؤتھ افریقہ میں ہیرے کی دریافت کے بعد ہی آیا۔ اٹھارویں صدی کے آخر میں کمبرلی kimberly کے مقام سے ملنے والے ہیرے نے لوگوں کی توجہ اس طرف کھینچی۔

یہ بھی کیا اتفاق تھا کہ ایک ماہر جیالوجسٹ کی اس رپورٹ کے فوراً بعد ہی کہ کمبرلی میں سب کچھ مل سکتا ہے سوائے ہیرے کے کہ کچھ ہی عرصہ بعد ساؤتھ افریقہ کے بچے کمبرلی کے مقام پر De Beers برادران کے فارم میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر کلپ کلپ klip klip نام کا ایک کھیل کھیل رہے تھے جس کے لئے انہیں کچھ پتھر درکار تھے۔ ایک بچے نے نہایت ہی چمکتا ہوا پتھر اٹھایا اور کھیل کے بعد جب وہ اسے پھینکنے لگا تو کسی نے دیکھا کہ یہ عام پتھروں جیسا نہیں ہے۔ ہو نہ ہو یہ ہیرا ہی ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ساؤتھ افریقہ سے ملنے والا پہلا ہیرا ہے جس نے ساؤتھ افریقہ کے ساتھ De Beers برادران کی قسمت بھی پلٹ دی اور آج بھی ہیرے کی دنیا کی بے تاج بادشاہ کمپنی ڈی بیرز ہی ہے۔ پھر کیا تھا جس طرح کینیڈا میں گولڈ رش Gold Rush شروع ہوا اسی طرح ساؤتھ افریقہ میں ڈائمنڈ رش Diamond Rush شروع ہو گیا۔

کچھ عرصہ کے بعد تاریخ نے ایک نئی کروٹ لی اور پریٹوریا Pretoria کے قریب ہی کولینن Coullinan کے مقام سے ایک ٹھیکیدار تھامس کولینن کو زمین کی کھدائی کے دوران سطح زمین سے صرف نو میٹر کی گہرائی سے دنیا کا سب سے بڑا ہیرا مل گیا جو کہ آج بھی کولینن کے نام سے مشہور ہے اور اس کا وزن تین ہزار ایک سو چھ کیرٹ 3106 carat تھا۔ یہ ہیرا 1905ء میں ملا تھا جس کو بعد میں کاٹ کر ایک سو پانچ ہیرے تراشے گئے۔ ان میں سے نو بڑے تھے اور ملکہ برطانیہ کے تاج اور سوٹی (چھڑی) میں جڑے ہوئے ہیں۔

یہ ہیرا اس وقت کے ٹرانسوال Trans vaal حکومت نے خرید کر برطانیہ کے King Edward Vii کو تحفہ کے طور پر دیا تھا۔ اس ہیرے کو کاٹ کر Star of Afriqa ct 530 تراشا گیا۔ اس وقت کے حساب سے یہ ہیرا 150000 پاؤنڈز میں فروخت ہوا تھا اور آج کل کے حساب سے بیلینز (Bilions) پونڈ کا ہوتا۔ ویسے ہمارے مہربان اور مشہور صنعت کار محترم لطف الرحمن خان صاحب کی گنی ویسٹ افریقہ کی مائن سے جو ایک سو اکاسی کیرٹ c 181 کا ہیرا نکلا تھا وہ آٹھ میلین امریکن ڈالر سے زائد کا فروخت ہوا تھا۔ خان صاحب کی ٹرائویلینس مائننگ کارپوریشن Trivalence Mining Corporation ہماری کمیونٹی کی سب سے بڑی ڈائمنڈ پروڈیوس کرنے والی کمپنی ہے اور میں بھی انہی کے ساتھ ساؤتھ افریقہ میں واقع مائن پر کام کرتا ہوں۔ اس مائن سے بھی بہت اچھے ہیرے ملے ہیں جن میں سے ایک ct 38 کا بھی تھا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ سونے وغیرہ کی طرح ہیرے کی کوئی مقررہ قیمت fix price کی توقع نہیں رکھ سکتے کیونکہ ہر ہیرے کی قیمت اس کی چند ایک خوبیوں کی بنیاد پر مقرر کی جاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ ایک زیادہ وزن کا

ہیرا کم قیمت کا ہو اور اس سے آدھے وزن کا ہیرا اس سے زیادہ مہنگا ہو۔ ہیرے کی value کا انحصار چار C's کے اوپر ہے یعنی Cut,Clarity,Color,Carat یہ چار چیزیں ہی ہیرے کی قیمت اور خوبصورتی کی بنیاد ہیں۔ اگر آپ ہیرا خریدنا چاہیں تو اس کا علم بہت ضروری ہے۔ ان میں سے پہلی تین تو قدرتی طور پر ہیرے میں موجود ہوتی ہیں۔ انسانی ہاتھ اس میں کچھ نہیں کر سکتا سوائے تھوڑا بہت چمکانے کے۔ مگر چوتھی خصوصیت یعنی cut ایک واحد چیز ہے جس کا دارومدار انسانی ہاتھ کی مہارت پر ہے اور بہت ٹیکنیکل نوعیت کا ہے۔ میں آپ کو ہر ایک کی تفصیل بتاتا ہوں۔

CARAT

یہ دراصل ہیرے کا وزن ہے جو کہ کیرٹ میں کیا جاتا ہے اور یہ سونے کے کیرٹ سے مختلف ہے۔ سونے کے خالص ہونے کا پیمانہ کیرٹ ہے اور چوبیس کیرٹ کا سونا سو فیصدی خالص ہوتا ہے جب کہ ہیرے میں کیرٹ صرف وزن کا پیمانہ ہے۔ یہ ایک یونانی Greek پھل ہے جس کو کیرٹ کہتے تھے۔ اس کے بیج (seed) کا بہت مخصوص وزن تھا اس لئے بہت چھوٹی چیزوں کا وزن کیرٹ کے بیج سے کیا کرتے تھے۔

آج کل مروجہ اعشاری نظام میں ایک کیرٹ 2. gram ہوتا ہے۔ اس طرح آپ کیرٹ کو گرام وزن میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ ہیرے کی value اس کے کیرٹ وزن کے ساتھ بڑھتی ہے۔ 2. ct کی دوسری خصوصیات ایک جیسی ہونے کے ساتھ ہیرے کی جو قیمت ہے انہی خصوصیات والے 4. ct والے ہیرے کی قیمت دگنا سے زیادہ ہوتی ہے۔ بڑے وزن کا ہیرا ضروری نہیں کہ خوبصورت بھی ہو اس لئے صرف وزن پر نہ جائیں باقی چیزوں کا دھیان بھی رکھیں۔

COLOR رنگ

ہیرے کا رنگ بہت اہم چیز ہے کیونکہ عام آنکھ کو متاثر صرف یہی خوبی کرتی ہے۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہیرا صرف صاف، شفاف اور بے رنگ کا ہوتا ہے۔ نہیں۔ یہ تقریباً ہر رنگ میں ملتا ہے جس میں سے اہم شفاف پیلا، سبز اور کالا شامل ہیں۔ شاید کالا ہیرا سن کر آپ پریشان ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ قدرتی طور پر پائے جانے والے ہیرے کے رنگوں میں سے کالے ڈائمنڈ صرف پچاس فیصد ہی ہوتے ہیں۔ میں نے بھی اپنی بیگم کو کالے رنگ کے ہیرے کی انگوٹھی بنوا کر دی ہے۔ ہیرے کے ہر رنگ کی اپنی خصوصیت ہے اور اپنی value ہے۔ گہرے رنگ کے ہیرے یعنی سبز، نیلے، پیلے اور گولڈن fancy رنگوں میں شمار ہوتے ہیں اور کئی دفعہ بے رنگ ہیرے سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ ہیرے کے رنگ اور اس کے بعد میں آنے والی خوبی یعنی clarity میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہیرا خریدتے وقت دونوں کو ایک ساتھ دیکھنا چاہیے۔ ذیل میں دیئے گئے ٹیبل میں دیکھیں تو ہیرے کے رنگوں کو اس کی شفافیت کے لحاظ سے ڈی (D) سے لے کر زیڈ (Z) تک تقسیم کیا گیا ہے۔

اس میں DEF سب سے اچھے اور شفاف رنگ ہیں اور ان میں کوئی جھول نہیں ہے۔ پھر GHIJ بھی تقریباً بے رنگ ہیں اور عام آنکھ سے اس میں بھی کوئی جھول نہیں دکھائی دیتی مگر ماہر آنکھ معمولی سی جھول دیکھ سکتی ہے۔ KLM بہت ہی معمولی سی جھول دیتے ہیں مگر یہ بھی اچھے رنگ اور مناسب قیمت ہوتے ہیں۔ اس سے نیچے جائیں تو جھول بڑھتی جاتی ہے۔ ہیرا تو ہیرا ہی ہے جس بھی رنگ میں خرید لیں مگر چونکہ آپ نے پیسے لگانے ہیں اس لئے کوشش کریں کہ اپنے بجٹ کے اندر رہتے ہوئے ہی اچھی چیز خریدیں۔ عام طور پر D to J تک کے رنگ بہت اچھے ہوتے ہیں۔ اگر آپ

نے آدھے کیرٹ سے بڑا ہیرا لینا ہو تو کوشش کریں کہ J سے نیچے نہ جائیں۔ جوں جوں آپ Z رنگ کی طرف جائیں ہیرے کے رنگ گہرے ہوتے جاتے ہیں اور فینسی ہو جاتے ہیں۔ ویسے اگر آپ ایک D اور ایک F کلر کو الگ الگ دیکھیں تو ماہر سے ماہر آدمی بھی فرق محسوس نہیں کر سکتا اور نہ یہ بتا سکتا ہے کہ یہ کون سا کلر ہے۔ ہاں اگر آپ دونوں کو ایک ساتھ رکھ کر دیکھیں تو شاید معمولی سا فرق محسوس ہو۔

CLARITY

یہ بڑی اہم خصوصیت ہے اور اس کا مطلب ہے کہ ہیرا کتنا شفاف ہے۔ آپ کو علم ہی ہے کہ ہیرا کاربن سے بنا ہے اور بعض اوقات کاربن کے تمام ذرات ہیرے کی بناوٹ کے دوران کرسٹلز crystals میں تبدیل نہیں ہوتے اور ہیرے کے جسم کے اندر یہ معمولی سا دھبہ رہ جاتا ہے جو کہ عام آنکھ سے نظر بھی نہیں آتا مگر ماہرین نے چونکہ بڑی عرق ریزی سے اس کی گریڈنگ grading کرنی ہوتی ہے اس لئے اس کی گریڈنگ نیچے دیئے گئے سکیل کے مطابق کی جاتی ہے۔

سب سے خوبصورت ہیرا جو ہے وہ Flawless ہوتا ہے یعنی جس میں کوئی جھول نہ ہو اور مکمل شفاف ہو مگر یہ اتنا مہنگا ہوتا ہے کہ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے۔ اس کے بعد IF internaly Flawless کا نمبر آتا ہے۔ یہ بھی بہت اچھا ہوتا ہے اور عام آنکھ سے FL اور IF میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے بعد very very slight imperfect کا نمبر آتا ہے۔ اس ہیرے کے سٹرفکیٹ پر WSI لکھا ہوتا ہے۔ یہ بھی اچھی clarity کا ہوتا ہے۔ عام آنکھ سے تو نظر نہیں آتا مگر Magnify 10x پر دیکھیں تو معمولی سا دھبہ نظر آتا ہے۔ اس کے بعد VSI یعنی very slightly imperfect کا نمبر ہے۔ اس میں بھی عام آنکھ سے نظر آنے والی imperfection نہیں ہے۔ یہ بھی اچھی clarity والا ہیرا ہے مگر عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے۔

پھر Slightly imperfect SI1 ہے جو کہ بڑی مشکل سے شاید عام آنکھ سے نظر آ جائے مگر اتنی غور سے دیکھنے والی بھی ماہر آنکھ چاہیے۔

اس کے بعد Imperfec I1 وغیرہ آتے ہیں جن میں imperfection ذرا زیادہ ہوتی ہے اور شاید عام آنکھ سے بھی نظر آ جائے۔

بہر حال یہ تو تھا ہیرے کی خصوصیات کو پرکھنے کا طریقہ۔ مگر یاد رکھیں کہ آپ نے color اور clarity میں توازن رکھنا ہے۔ کوشش کریں کہ اگر آپ بہت اچھا رنگ لینا چاہتے ہیں تو پھر اچھی clarity کی طرف جائیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ DEF رنگ کا ہیرا اور Clarity VS1, VS11 میں توازن نہیں ہے۔ ایک چیز میں آپ بہت اونچے لیول (level) پر ہیں تو دوسری میں آپ ہلکے درجے پر ہیں اور یہ آپ کے رنگ کی خوبی کو بھی چندھیا دے گی۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ clarity میں بھی یا تو اوپر جائیں اور IF یا V V S 1 لیں یا رنگ میں ذرا نیچے آئیں اور H I J میں سے کوئی ایک پسند کریں۔ مثلاً J Color اور VS1 Clarity کا اچھا توازن بنتا ہے۔ آج کل انٹرنیٹ پر بہت معلومات ملتی ہیں اس لئے خریدنے سے پہلے بہت کھوج کریں اور صحیح فیصلہ کریں۔ جب آپ جیولر کے پاس جائیں اور کہیں کہ مجھے G color and VS1 clarity کا ہیرا دکھاؤ تو وہ بھانپ لے گا کہ آپ کو ہیرے کا علم ہے اور آپ کے ساتھ دھوکا کرنے کی کوشش

نہیں کرے گا۔ ہاں یاد رکھیں کہ رنگ اور کلیرٹی میں ایک درجہ اوپر جانے سے ہیرے کی قیمت میں کافی فرق پڑ جاتا ہے اس لئے جیب کا بھی دھیان رکھنا چاہئے۔

CUT

یہ واحد خصوصیت ہے جس میں انسانی ہاتھ اور مہارت کا کمال ہوتا ہے اور عام آدمی ہیرے کی اس خصوصیت سے ناواقف ہوتا ہے کیونکہ یہ ذرا ٹیکنیکل نوعیت کی ہوتی ہے اور عام آدمی کو یا تو کٹ کے بارے میں معلومات ہی نہیں ہوتیں یا اسے ہیرے کے مختلف حصوں کے نام ہی نہیں آتے۔ یاد رکھیں کہ ہیرا جب زمین سے نکلتا ہے تو اس قابل نہیں ہوتا کہ اسے جیولری کے طور پر پہنا جائے۔ اس کی خوبصورتی کٹ اور پالش کرنے کے بعد ہی بنتی ہے اور ماہرین اندازہ کرتے ہیں کہ اس ہیرے کو کیا کٹ لگ سکتا ہے کہ یہ خوبصورت بھی ہو جائے اور کم سے کم وزن ضائع ہو۔ کیونکہ ہیرے کے کٹ کے دوران جتنا وزن ضائع ہوگا ہیرا اتنا ہی مہنگا ہو جائے گا۔ یہاں میں بتاتا چلوں کہ ہیرا کیوں چمکتا ہے۔ دراصل ہیرے کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ اس کے اندر جو روشنی داخل ہوتی ہے وہ کہیں باہر ضائع نہیں ہوتی بلکہ ہیرے کی دیواروں کے ساتھ ٹکرا کر واپس ہمارے آنکھ تک پہنچتی ہے اور جتنی زیادہ روشنی ٹکرانے کے بعد واپس آئے گی ہیرا اتنا ہی زیادہ چمکے گا۔ اور اس خاصیت کو کٹ لگانے والا ماہر نکھارتا ہے۔ اگر ہیرا بہت گہرا ہے تو اس کی سائیڈوں سے روشنی ضائع ہونے کا امکان ہے اور اگر بہت shallow ہے پھر بھی روشنی پوری کی پوری واپس نہیں آئے گی اس لئے ہیرا کم چمکے گا۔

ہیرے کے مختلف مراحل (phase) ہیں اور عام طور پر اسی 80 سے زیادہ مراحل ہیں۔ مگر بعض سپیشل ہیروں کے دوسو سے بھی زیادہ مراحل ہوتے ہیں۔ ہیرے کی قیمت اس کے مختلف حصوں کے تناسب کی بنیاد پر ہوتی ہے جس میں Crown, Table and Pavillian سے اہم ہیں شاید عام آدمی کی سمجھ میں یہ نہ آئے مگر پھر بھی آپ Diamond Certificate پر یہ چیزیں دیکھیں۔ ان میں ہر ایک حصہ میں کمی بیشی اس کے کسی دوسرے حصہ کو متاثر کر رہی ہوتی ہے۔ ٹیبل وہ حصہ ہے جو آپ کی انگوٹھی کے اوپر نظر آتا ہے اور زیادہ تر یہی حصہ نظروں کو متاثر کرتا ہے۔ میں ان حصوں کی زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ مضمون لمبا ہو جائے گا۔ ہر چیز کی ایک خاص اہمیت ہے اور کراؤن کے زاویے بہت اہم ہیں۔

Diamond ڈائمنڈ کے مختلف قسم کے کٹ ہوتے ہیں اور ہر ایک کی اپنی اہمیت ہے Round, Pear, Princess, Emerald, Oval, Heart کٹ چند مشہور کٹ cuts ہیں۔ ہیرے کی بناوٹ کے اعتبار سے ماہر ہیرا تراش ہی فیصلہ کرتا ہے کہ اس کو کونسا کٹ دینا ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ ڈائمنڈ سرٹیفکیٹ اور ڈائمنڈ Appraisal کیا چیز ہیں اور ان کو کیسے پڑھا جانا چاہیے اور یہ کیا معلومات فراہم کرتے ہیں۔

Diamond Certification and Jewlery Appraisal ایک ایسی دستاویز ہے جو کہ ڈائمنڈ کی ظاہری خصوصیات Physical Properties بتاتی ہیں۔ اور کسی مشہور لیبارٹری سے جاری ہوتی ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کا ایک خاص نمبر ہوتا ہے اور اس پر لیبارٹری کا نام اور Gemologist کے دستخط ہونے ضروری ہیں۔ ہر ملک میں چند مشہور اور مستند لیبارٹریز ہوتی ہیں جن پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے مگر (GIA) Gemological institute of America اور American Gemological (AGS) Society اور European (EGL)

Gemological Laboratory کے جاری کردہ سٹوفکیٹ بہت مستند ہوتے ہیں۔ آپ انٹرنیٹ Internet سے معلومات لے سکتے ہیں کہ کونسی لیبارٹری مستند ہے۔ اور اگر آپ کوئی بڑا اور مہنگا پتھر خرید رہے ہیں تو پتھر پسند کرنے کے بعد اس کا سٹوفکیٹ ضرور چیک کریں۔ اگر وہ کسی لوکل یا عام سی لیبارٹری کا ہے تو جس سے آپ خرید رہے ہیں اسے کہیں کہ وہ آپ کو GIA یا کسی مستند لیبارٹری کا سٹوفکیٹ لا کر دے۔ اس پر شاید چند ڈالرز زیادہ لگ جائیں مگر آپ کی تسلی ہو جائے گی۔ یہ سٹوفکیٹ ہر ہیرے کی پوری ہسٹری اور تفصیل بیان کرتا ہے اور اگر کسی وجہ سے پتھر تبدیل نہیں ہوا ہے تو لمبے عرصے تک کارآمد ہوتا ہے۔ آج کل تو ہر بڑے پتھر کے اوپر لیزر laser کے ساتھ ایک خاص نمبر کندہ کیا جاتا ہے جو کہ عام آنکھ سے تو نظر نہیں آتا مگر لیزر سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس طرح پتھر کے تبدیل ہونے کا امکان بھی کم ہو گیا ہے۔

عموماً ہیرے کی بازار کی قیمت اس قیمت سے زیادہ ہوتی ہے جس پر آپ ہیرا خریدتے ہیں۔ ہیرے کی ڈالر ویلیو لگانے کے لئے ڈائمنڈ Appraisal سٹوفکیٹ لینا چاہیے اور جب بھی آپ اپنے ہیرے کو فروخت کرنا چاہیں تو بھی دو تین غیر جانبدار جیولرز یا پھر GIA سے اس کی قیمت لگوائیں۔ عام طور پر آپ کسی ایسے جیولر کے پاس جاتے ہیں جس سے آپ دوسری خریداری کرتے ہیں مگر وہ متعصب بھی ہوسکتا ہے اس لئے کسی غیر جانبدار ماہر سے ہیرے کی قیمت لگوائیں۔ اگر آپ نے ہیرے کی انشورنس کروانی ہے تو بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ بعض اوقات لوگ ڈائمنڈ سٹوفکیٹ اور ڈائمنڈ Appraisal کو ایک ہی سمجھتے ہیں لیکن یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔

اگر آپ ہیرا خریدنا چاہتے ہیں تو درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

سب سے پہلے اپنے بجٹ اور اپنی قوت خرید کا بخوبی اندازہ لگائیں۔ کہ آپ نے کتنی رقم خرچ کرنی ہے اور اس بجٹ میں اچھے سے اچھا ہیرا خریدنے کی کوشش کریں۔

یہ فیصلہ کرلیں کہ کون سا کٹ آپ کو یا جسے آپ نے تحفہ دینا ہے اس کو پسند ہے۔ اوپر چند ایک مشہور کٹس کا ذکر آچکا ہے۔

آپ کا مخصوص بجٹ آپ کو کسی نہ کسی حد تک مجبور کر دیتا ہے کہ آپ نے کتنے وزن کا ہیرا لینا ہے۔ بہر حال وزن، رنگ اور کلیرٹی میں آپ توازن پیدا کریں۔ عام طور پر ct .5 یا اس سے بھی کم یعنی i ct. کا ڈائمنڈ بھی اچھا ہوتا ہے۔

رنگ کا تعین کرلیں۔ عام طور پر G سے R تک کے رنگ اچھے ہی ہوتے ہیں۔ اگر آپ رنگ میں قدرے نیچے ہیں تو کلیرٹی میں بھی اس کے نزدیک ترین رہیں۔

کلیرٹی کا تعین کریں۔ بہت اچھی کلیرٹی اور بہت ہلکا رنگ یعنی w,x وغیرہ کی بجائے دونوں کا توازن رکھیں۔

ڈائمنڈ سٹوفکیٹ طلب کریں اور دیکھیں کہ کس ادارے کا جاری شدہ ہے۔ اگر کسی لوکل کمپنی کا ہے تو کوشش کریں کہ مستند کمپنی کا سٹوفکیٹ لیں۔

ڈائمنڈ کی Market Value مارکیٹ ویلیو یا ریپ شیٹ Rap sheet طلب کریں یا جیولر کو کہیں کہ بنوا کر دے۔ عام طور پر ہیرے کی value ویلیو قیمت خرید سے زیادہ ہوتی ہے۔

ہیرا خریدنے سے پہلے خوب چھان بین کرلیں اور خوب ریسرچ کریں اور جتنی ممکن ہوسکے معلومات اکٹھی کریں۔ یاد رکھیں اپنی خریداری کی تمام رسیدیں سنبھال کر رکھیں۔ یہ بعد میں کام آئیں گی۔

(احمدیہ گزٹ کینیڈا، ستمبر ۲۰۰۵)

❖❖❖❖❖❖

صدیوں کا سفر تھا

آکاش کی سَرحد سے پرے تیرا نگر تھا

صدیوں کا سفر تھا

میں ذرّۂ آوارہ تھا اور محوِ سفر تھا

صدیوں کا سفر تھا

وہ ساعتِ گم گشتہ کہ میں خود سے نہاں تھا

کیا جانے کہاں تھا

تُو میری نگاہوں میں تھا، مَیں جسم بدَر تھا

صدیوں کا سفر تھا

پڑتا تھا تِری راہ میں ہر گام سرِ دار

لمحے تھے کہ تلوار

کہنے کو تو دو چار قدم پر تِرا گھر تھا

صدیوں کا سفر تھا

کرنوں نے فلک پر جو بدَن اُس کا تراشا

تھا طُرفہ تماشا

کچھ لوگ یہ کہتے تھے نہیں تھا، وہ مگر تھا

صدیوں کا سفر تھا

(مکرم رشید قیصرانی صاحب)

رپورٹ بارھویں سالانہ علمی مقابلہ جات

منعقدہ 23 تا 25 ستمبر 2005ء

(مکرم فرید احمد نوید صاحب ناظم اعلیٰ علمی مقابلہ جات)

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت بارھویں سالانہ علمی مقابلہ جات کا انعقاد مورخہ 23 تا 25 ستمبر 2005ء ایوان محمود ربوہ میں ہوا۔ 1994ء سے مرکزی علمی مقابلہ جات کے الگ انعقاد کا پروگرام بنایا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ اس سلسلہ کا بارھواں پروگرام تھا۔ پہلے سال 4، دوسرے سال 6، تیسرے سال 10، چوتھے سال 11، پانچویں اور چھٹے سال 13، ساتویں سال 14، آٹھویں سال 21، نویں سال 22، دسویں سال 24 اور امسال 26 مختلف مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ گذشتہ مقابلہ جات کے بعد نئے سال کا نصاب تمام اضلاع اور علاقہ جات کو بھجوا دیا گیا تھا۔ تاکہ خدام بہتر تیاری کے ساتھ مقابلہ جات میں شامل ہوں اور اپنے ضلع اور علاقہ سے منتخب خدام بہتر نمائندگی کر سکیں۔

حاضری: امسال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 33 اضلاع کی 85 مجالس کے 235 منتخب خدام ان مقابلہ جات میں شامل ہوئے۔ تمام مہمانوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کر کے تصویر والے کمپیوٹرائزڈ کارڈ جاری کئے گئے۔

افتتاحی واختتامی تقریب

افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم جمیل الرحمان رفیق صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ تھے۔ آپ نے مقابلہ جات کا افتتاح فرمایا۔ 25 فروری بروز اتوار دوپہر سوا بجے اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ سے ہوا، جس کے بعد محترم سلیم الدین صاحب نائب صدر مجلس نے عہد دہرایا۔ ناظم اعلیٰ صاحب کے رپورٹ پیش کرنے کے بعد مکرم ومحترم حافظ خالد افتخار صاحب، ناظم مال وقف جدید نے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے اور حاضرین کو نصائح فرمائیں۔ اختتامی دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

نتائج مقابلہ جات

پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
مقابلہ تلاوت			**مقابلہ نظم خوانی**		
اوّل	حافظ عبدالصبور	گوجرانوالہ	اوّل	صغیر احمد	ربوہ
دوم	صغیر احمد	ربوہ	دوم	ھبۃ الرحیم	ربوہ
سوم	حافظ سید مشہود احمد	ربوہ	سوم	بشارت احمد	ٹوبہ ٹیک سنگھ
حوصلہ افزائی	حافظ محمد رمضان	لیہ	حوصلہ افزائی	منصور احمد خالد	کراچی
مقابلہ تقریر اردو			**مقابلہ تقریر اردو معیار خاص**		
اوّل	معروف احمد سلطان	ربوہ	اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	مبشر احمد گھمن	شیخوپورہ	دوم	حمید احمد	راجن پور
سوم	صادق احمد ریحان	کراچی	سوم	سید فرخ حفیظ	لاہور
حوصلہ افزائی	طارق منصور	فیصل آباد	حوصلہ افزائی	عدیل شہزاد	سرگودھا

مقابلہ تقریر اردو فی البدیھہ

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	فراست احمد راشد	ربوہ
دوم	شیخ عبدالقیوم	فیصل آباد
سوم	مبشر احمد عمر	شیخوپورہ
حوصلہ افزائی	زاہد محمود، ناصر محمود رضا	سیالکوٹ، فیصل آباد

مقابلہ تقریر انگریزی

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	عثمان عزیز شاہ	اسلام آباد
دوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ
سوم	ملک نصیر احمد	کراچی
حوصلہ افزائی	نوید انجم	حافظ آباد

مقابلہ خطبات امام معیار عام

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	محمد جمیل اعوان	ربوہ
دوم	قیصر محمود	ربوہ
سوم	سید منصور احمد شاہ	کراچی
حوصلہ افزائی	سید سرمد حسین	ربوہ

خطبات امام معیار خاص

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	فراست احمد راشد	ربوہ
سوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ
حوصلہ افزائی		

مطالعہ قرآن معیار عام

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	معروف احمد سلطان	ربوہ
دوم	عمران احمد	ربوہ
سوم	کاشف بن ارشد	لاہور
حوصلہ افزائی	ناصر محمود احمد	سیالکوٹ

مطالعہ قرآن معیار خاص

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	سید مشہور احمد	ربوہ
دوم	خالد احمد بلوچ	ربوہ
سوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ
حوصلہ افزائی	فراست احمد	ربوہ

مرکزی امتحان معیار عام

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	قیصر محمود	ربوہ
دوم	کاشف بن ارشد	لاہور
سوم	توقیر احمد آصف	فیصل آباد
حوصلہ افزائی	عمران خالد نبیل	ربوہ

مطالعہ کتب معیار عام

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	توقیر احمد آصف	فیصل آباد
دوم	قیصر محمود	ربوہ
سوم	میجر مشہود احمد	راولپنڈی
حوصلہ افزائی	کاشف، ظہیر	لاہور، لاہور

مطالعہ کتب معیار خاص

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	فراست احمد راشد	ربوہ
دوم	خالد احمد بلوچ	ربوہ
سوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ
حوصلہ افزائی	منشاد احمد نیر	لاہور

مضمون نویسی

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	قیصر محمود	ربوہ
دوم	اسرار احمد ناصر	ربوہ
سوم	احسان احمد	فیصل آباد
حوصلہ افزائی	زاہد احمد کاشف	فیصل آباد

مقابلہ دعوۃ الی الصلوٰۃ

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	سید انوار احمد	ربوہ
دوم	سید مشہود احمد	ربوہ
سوم	حافظ عبد الصبور	گوجرانوالہ

مقابلہ معلومات اجتماعی

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	زبیر احمد، خضر حیات	ملتان
دوم	محمد اکرم، طاہر احمد	فیصل آباد
سوم	بلال احمد، حافظ طارق احمد	ربوہ

مقابلہ حفظ ادعیہ (معیار عام)

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	کاشف بن ارشد	لاہور

مقابلہ مشاہدہ معائنہ

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	ارسلان حفیظ	لاہور
دوم	حافظ طارق احمد	ربوہ

پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
سوم	ریاض محمود	کراچی	سوم	زاہد محمود	سیالکوٹ
حوصلہ افزائی	رضوان احمد	لاہور	حوصلہ افزائی	روحان احمد	ربوہ

مقابلہ دعوت الی اللہ (معیار خاص)

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	سید مشہود احمد	ربوہ
دوم	فرحت علی	خانیوال
سوم	خالد احمد بلوچ	ربوہ
حوصلہ افزائی	غلام مصباح بلوچ	ربوہ

پرچہ مرکزی امتحان معیار خاص

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	اسرار احمد	ربوہ
[illegible]	فراست احمد راشد	ربوہ
حوصلہ افزائی	خالد عمران طاہر	جہلم

مقابلہ بیت بازی

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	نعمان احمد، وقار احمد	ربوہ
دوم	توقیر احمد آصف، ناصر محمود	فیصل آباد
سوم	صادق احمد، ایاز محمود	کراچی
حوصلہ افزائی	نور احمد، سید فرخ حفیظ	لاہور

مقابلہ دعوت الی اللہ (معیار عام)

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	بلال احمد	ربوہ
دوم	عدیل شہزاد	سرگودھا
سوم	توقیر احمد آصف	فیصل آباد
حوصلہ افزائی	رفیع احمد بلال	ڈی جی خان

تقریر فی البدیہہ انگریزی

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	مدثر احمد	ربوہ
سوم	عطاء الرؤف	ربوہ
حوصلہ افزائی	عثمان عزیز شاہ	اسلام آباد
حوصلہ افزائی	سہیل منیر	راولپنڈی

مقابلہ پیغام رسانی

نام	ضلع
اول: سید منصور، ایاز محمود، توصیف احمد، صادق احمد ریحان	کراچی
دوم: میجر مشہود احمد، عبدالناصر، امان اللہ، ارسلان قمر	راولپنڈی
سوم: خالد احمد بلوچ، سید مشہود، اسرار احمد، طارق احمد۔ ربوہ	

مقابلہ حفظ ادعیہ (معیار خاص)

پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	حافظ عبدالناصر	ربوہ
دوم	حافظ طارق احمد	ربوہ
سوم	حافظ نوید احمد	سیالکوٹ
حوصلہ افزائی	زبیر احمد	ملتان

☆ مجموعی طور پر اوّل خادم (معیار خاص) خالد احمد بلوچ ربوہ

☆ مجموعی طور پر اوّل خادم (معیار عام) قیصر محمود ربوہ

☆ مجموعی طور پر اوّل ضلع ربوہ

شگفتہ تحریر: انتخاب
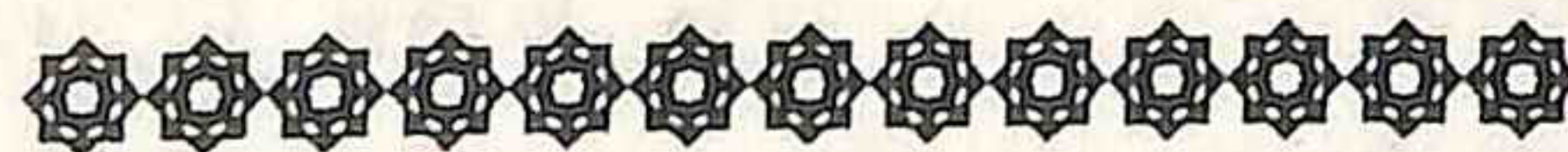
ایک دفعہ کا ذکر ہے.............

(مرسلہ: وقار احمد)

لومڑی اور کوا

ایک کوا روٹی کا ٹکڑا لئے ہوئے ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھا تھا۔ ایک لومڑی کا گزر ادھر سے ہوا۔ منہ میں پانی بھر آیا (لومڑی نے) سوچا کوئی ایسی ترکیب کی جائے کہ یہ اپنی چونچ کھول دے اور یہ روٹی کا ٹکڑا میں جھپٹ لوں۔

پس اس نے مسکین صورت بنا کر اور منہ اوپر اٹھا کر کہا۔ ''کوے میاں! سلام تیرے حسن کی کیا تعریف کروں کچھ کہتے ہوئے جی ڈرتا ہے۔ واہ واہ وا، چونچ کالی، پر بھی کالے۔ آج کل تو دنیا کا مستقبل کالوں ہی کے ہاتھ میں ہے۔ افریقہ میں بھی بیداری کی لہر دوڑ گئی ہے۔ لیکن خیر یہ تو سیاست کی باتیں ہیں۔ آمدم برسر مطلب۔ میں نے تیرے گانے کی تعریف سنی ہے تو اتنا خوبصورت ہے، تو گاتا بھی اچھا ہوگا۔ مجھے گانا سننے کا شوق یہاں کھینچ لایا ہے۔ ہاں تو ایک آدھ ٹھمری ہو جائے''۔

کوا پھولا نہ سمایا، لیکن سیانے پن سے کام لیا۔ روٹی کا ٹکڑا منہ سے نکال کر پنجے میں تھاما اور لگا کائیں کائیں کرنے۔ بی لومڑی کا کام نہ بنا تو یہ کہتی ہوئی چل دی۔

''ہت تیرے کی بے سرا بھانڈ۔ معلوم ہوتا ہے تو نے بھی حکایات لقمان پڑھ رکھی ہیں''۔

پیاسا کوا

ایک پیاسے کوے کو ایک جگہ پانی کا مٹکا نظر آیا، بہت خوش ہوا لیکن یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ پانی بہت نیچے فقط مٹکے کی تہہ میں تھوڑا سا ہے۔ سوال یہ تھا کہ پانی کو کیسے اوپر لائے اور اپنی چونچ تر کرے۔

اتفاق سے اس نے حکایات لقمان پڑھ رکھی تھیں پاس ہی بہت سے کنکر پڑے تھے اس نے اٹھا کر ایک ایک کنکر اس میں ڈالنا شروع کیا۔ کنکر ڈالتے ڈالتے صبح سے شام ہوگئی۔

پیاسا تو تھا ہی نڈھال ہوگیا۔ مٹکے کے اندر نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کنکر ہی کنکر ہیں۔ سارا پانی کنکروں نے پی لیا ہے۔ بے سدھ ہو کر زمین پر گر گیا اور مر گیا۔ اگر وہ کوا کہیں سے ایک نلکی لے آتا تو مٹکے کے منہ پر بیٹھا بیٹھا پانی چوس لیتا۔ اپنے دل کی مراد پاتا۔ جان سے ہرگز نہ جاتا۔

(ابن انشاء از اردو کی آخری کتاب)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
ربوہ
ریلوے روڈ
6214750
6214760
اقصیٰ روڈ
6212515
6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobil:0300-7703500

احمدی دوستوں کے لئے خصوصی رعایت
بٹ بلال آٹوز
یاماہا، ہنڈا، سوزوکی اور کاواساکی
کے پارٹس دستیاب ھیں
کشمیر روڈ بالمقابل باٹا مارکیٹ سیالکوٹ
پروپرائٹر
منصور احمد بٹ
فون:052-4269738

خوشخبری
CSS میں اعلیٰ کامیابی حاصل کریں مگر کیسے ؟؟؟؟؟
کمزوری یاداشت کیلئے ایک انوکھی
حیرت انگیز جادو اثر دواء
برین ٹانک
قیمت -/100
یادداشت کو بڑھاتا ہے
نظر کی کمزوری کو دور کرتا ہے
نسیان (بھول جانا) کو دور کرتا ہے
بھوک بڑھاتا ہے۔ ہاضمہ کی خرابی کو دور کرتا ہے
قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے
ہر وقت کے نزلہ زکام سے پیچھا چھڑاتا ہے
اگر ان سب باتوں میں سے کوئی بات آپ کے اندر موجود ہے تو آپکو فوری ضرورت ہے برین ٹانک کی
آیئے ! آج سے ہی برین ٹانک کھایئے فوری یاداشت بڑھایئے۔ نزلہ زکام سے پیچھا چھڑایئے۔
CSS افسر بن جایئے۔ برین ٹانک آزمایئے اور ہمیشہ کیلئے برین ٹانک کے گرویدہ ہوجایئے۔ برین ٹانک کے گن گایئے........
تیار کردہ: جان یونانی دواخانہ گولبازار چناب نگر ربوہ
JAN جان
فون رہائش: 047-6213149-6215465 دواخانہ 0301 7964849

خداکے فضل اور رحم کے ساتھ
زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ۔ کاروباری سیاحتی،
بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کے لئے ہاتھ کے بنے
ہوئے قالین ساتھ لے جائیں۔
ڈیزائن
بخارا، اصفحان، شجر کار، ویجی ٹیبل
ڈائز، کوکیشن افغانی وغیرہ
احمد مقبول کارپٹس
مقبول احمد خان
آف شکر گڑھ
12۔ٹیگور پارک نکلسن روڈ لاہور۔ عقب شوبرا ہوٹل
فون: 042-6306163-6368130 فیکس: 042-6368134
E-mail:muaazkhan786@hotmail.com

ماں کا پیار بھرا انتخاب
ذائقہ بناسپتی
خالص جیسے ماں کا پیار
رحمان گھی مرچنٹ 186/W
نمک منڈی۔ راولپنڈی
ڈسٹری بیوٹر ذائقہ بناسپتی
وکوکنگ آئل
ذائقہ
051-5541918-5772551
0300-8568300
aala74@hotmail.com

نورتن جیولرز
زیورات کی عمدہ
ورائٹی کے ساتھ
ریلوے روڈ نز د یوٹیلیٹی اسٹور ربوہ
فون
دکان: 047-6214214,6216216
گھر: 047-6211971
موبائل: 0333-6711430,0301,7960051

فضل عمر کمیشن شاپ
ڈیلر: ذائقہ بناسپتی اینڈ کوکنگ آئل
پروپرائٹر
محمود الیاس چغتائی
پلانٹ نمبر I-11/4.292-B
فون: 4443973-4441767

زاہد جیولرز
ZAHID JEWELLERS
خالص سونے کے فینسی زیورات
کیڈیم کے ساتھ بنوانے کا مرکز
زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی
جائے گی
پروپرائٹر: حاجی زاہد مقصود
مہران مارکیٹ-B اقصیٰ روڈ ربوہ
6215231
03007711050--300-7709160

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے بچوں کو نیک وخادم دین بنائے اور دینی ودنیاوی ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

چوہدری محمد پرویز باجوہ
بدوملہی ضلع نارووال
حال: باجوہ ٹیکسٹائل ملز سائیٹ ایریا
حیدرآباد
0300-3030303

ہم حضور کی درازئ عمر اور آپ کی قیادت میں عالمگیر جماعت کی ترقیات کے لئے دعا گو ہیں۔

منجانب
قائد مجلس وارا کین عاملہ
میرپور شہر ضلع میرپور
آزاد کشمیر

"محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
جدید فینسی، مدراسی، اٹالین
سنگاپوری ورائٹی دستیاب ہے
الفضل جیولرز
زیورات انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق بغیر ٹانکے کے تیار کئے جاتے ہیں
پروپرائیٹر: غلام مرتضیٰ محمود
AL FJ
چوک یادگار ربوہ فون رہائش: 04524-211649 فون دکان: 04524-213649
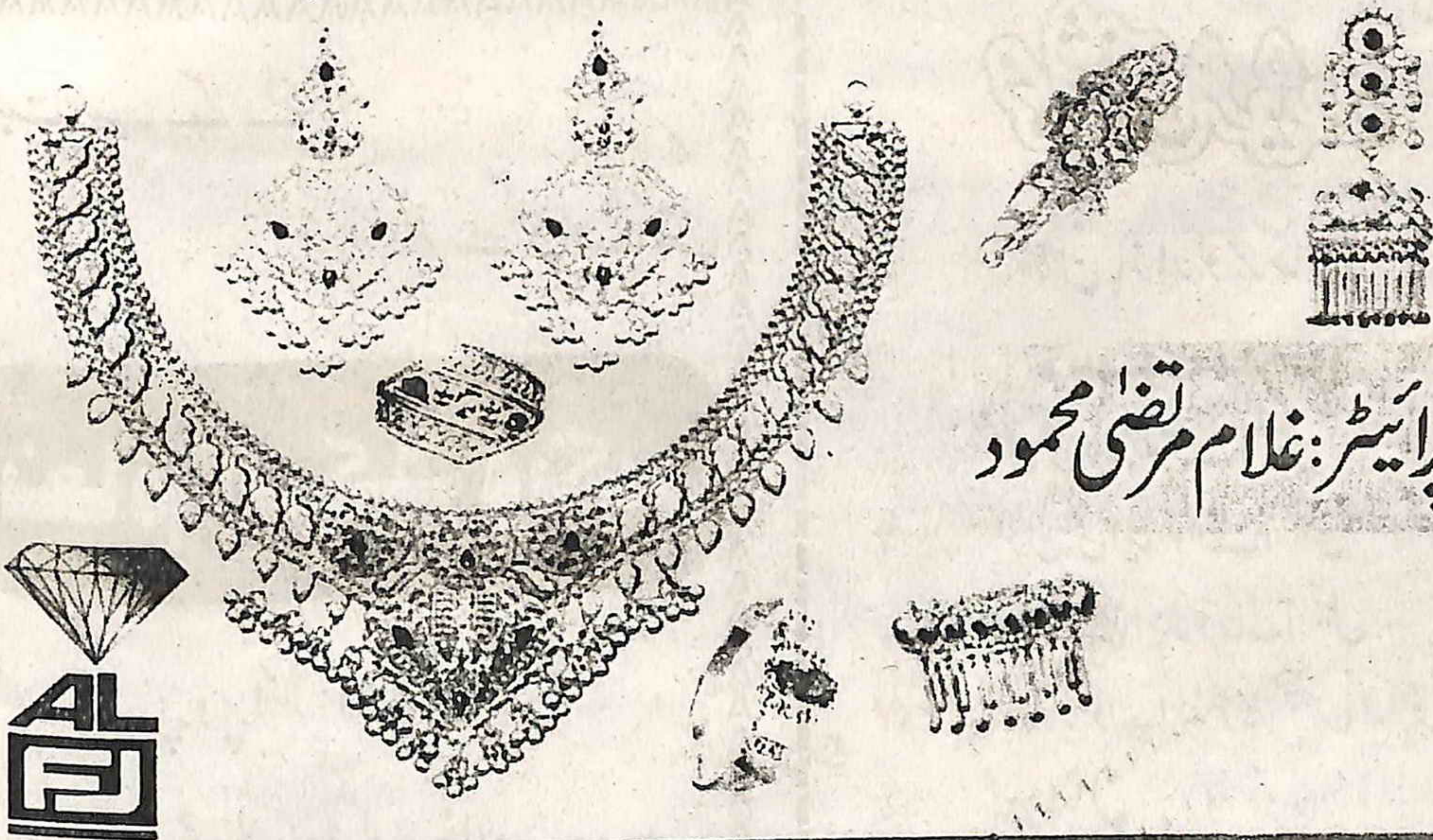
SPECIAL THANKS TO MR. NAJEEB AHMAD QUAID ZILA MANDI BAHAUDEEN

Monthly
KHALID
Digitized By Khilafat Library Rabwah
Editor:
Mansoor Ahmad Nooruddin
January 2006
Regd. CPL # 75/FD

احمدی نوجوانوں کیلئے

فروری 2006ء

منصور احمد نورالدین

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود

خلیفۃ المسیح الثانی

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2004ء میں فرمایا:-

''ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہیے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں، پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں ...... اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہیے اور ہر ایک کو اپنے بارہ میں سوچنا چاہیے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔'' (خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 687)

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

احمدی نوجوانوں کے لئے
ماہنامہ خالد

فروری 2006ء
تبلیغ 1385ہش

جلد 53
شمارہ نمبر 2

monthlykhalid52@yahoo.com

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر
مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی قیمت ۱۰ روپے...... سالانہ ۱۰۰
Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685 Fax: +92 47 6213091

اداریہ

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا عرفان دے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

"میں نصیحت کرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے لوگ تمام کاموں میں اس نکتہ کو نہ بھولیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا عرفان دے تا اس کی طرف سے جو علوم آتے ہیں ان کو ہم حاصل کریں اور پھر وہ ہم سے نہ چھینے جائیں اور نہ ہم ان کو کھوئیں اور ہمارا ایمان خوف و رجاء کے درمیان رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام سستیوں سے بچائے جو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہیں اور ان راہوں پر چلائے جو جنت کی طرف لے جاتی ہیں اور ان میں سے بنائے جن کو جنت اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔ جب تک یہ مقام حاصل نہ ہو تب تک ہلاکت کا خوف ہے لیکن اس مقام کے آگے ہلاکت نہیں بلکہ کامیابی ہی کامیابی ہے۔"

(خطبات محمود جلد ۸ صفحہ ۳۰۳،۳۰۴)

*****

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت

اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں، دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے ...... کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور، اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اِک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم ہے میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

(آئینۂ کمالات...... روحانی خزائن جلد ۵، صفحہ ۲۲۴)

پیشگوئی مصلح موعود

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کردیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے...... وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا' وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے...... ...... وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا ....فرزند دلبند گرامی ارجمند..........نور آتا ہے نور...... ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے..........وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔''

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

مشعلِ راہ

والدین سے حسنِ سلوک

ہم والدین کا احسان نہیں اتار سکتے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ۱۶ر جنوری ۲۰۰۴ء میں فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کے بارہ میں بڑی تاکید فرمائی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے روکیں یا شرک کی تعلیم دیں۔اس کے علاوہ ہر بات میں ان کی اطاعت کا حکم ہے۔اور یہ حکم اس لئے ہے کہ جو خدمت انہوں نے بچپن میں ہماری کی ہے اس کا بدلہ تو ہم نہیں اتار سکتے۔اس لئے یہ حکم ہے کہ ان کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دعا بھی کرو کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور بڑھاپے کی اس عمر میں بھی ان کو ہماری طرف سے کسی قسم کا کبھی کوئی دکھ نہ پہنچے۔یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدمت اور دعا کے باوجود یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے ان کی بہت خدمت کر لی اور ان کا حق ادا ہو گیا۔اس کے باوجود بچے جو ہیں اس قابل نہیں کہ والدین کا وہ احسان اتار سکیں جو انہوں نے بچپن میں ان پر کیا۔

والدین کی خدمت کے بارہ میں قرآنی تعلیم

اس ضمن میں جو دو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں (آپ نے سورۃ بنی اسرآئیل کی آیات ۲۴، ۲۵ کی تلاوت فرمائی۔ ناقل) ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

کون سی خدمت اور قربانی ہے جو تمہاری ماں نے تمہارے لئے نہیں کی

اس آیت میں سب سے پہلے یہ بات بیان فرمائی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور وہ خدا جس نے تمہیں اس دنیا میں بھیجا اور تمہیں بھیجنے سے پہلے قسما قسم کی تمہاری ضروریات کا خیال رکھا اور اس کا انتظام بھی کر دیا۔ اور پھر یہ کہ اس کی عبادت کر کے اور اس کا شکر ادا کر کے تم اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور سب سے بڑا فضل جو اس نے ہم پر کیا وہ یہ ہے کہ تمہیں ماں باپ دیئے جنہوں نے تمہاری پرورش کی، بچپن میں تمہاری بے انتہاء خدمت کی، راتوں کو جاگ جاگ کر تمہیں اپنے سینے سے لگایا۔ تمہاری بیماری اور بے چینی میں تمہاری ماں نے بے چینی اور کرب کی راتیں گزاریں، اپنی نیندوں کو قربان کیا، تمہاری گندگیوں کو صاف کیا۔ غرض کہ کون سی خدمت اور قربانی ہے جو تمہاری ماں نے تمہارے لئے نہیں کی۔

اس لئے آج جب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تم منہ پرے کر کے گزر نہ جاؤ، اپنی دنیا الگ نہ بساؤ اور یہ نہ ہو کہ تم ان کی فکر تک نہ کرو۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لئے تمہیں کہیں تو تم انہیں جھڑکنے لگ جاؤ۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ وقت یاد کرو جب تمہاری ماں نے تکالیف اٹھا کر تمہاری پیدائش کے تمام مراحل طے کئے۔ پھر جب تم کسی قسم کی کوئی طاقت نہ رکھتے تھے، تمہیں پالا پوسا، تمہاری جائز و ناجائز ضرورت کو پورا کیا۔ اور آج اگر وہ ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جہاں انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے جو ایک لحاظ سے ان کی اب بچپن کی عمر ہے، کیونکہ بڑھاپے کی عمر بھی بچپن سے مشابہ ہی ہے۔ ان کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ تو تم یہ کہہ دو کہ نہیں، ہم تو اپنے بیوی بچوں میں مگن ہیں ہم خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ کہہ دیں جو تمہیں ناپسند ہوں تو تم انہیں ڈانٹنے لگ جاؤ، یا مارنے تک سے گریز نہ کرو۔ بعض لوگ اپنے ماں باپ پر ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ مَیں نے خود ایسے لوگوں کو دیکھا ہے، بہت ہی بھیانک نظارہ ہوتا ہے۔

اُف نہ کرنے کا مطلب

اُف نہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ تمہاری مرضی کی بات نہ ہو بلکہ تمہارے مخالف بات ہو تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا۔ اگر ماں باپ ہر وقت پیار کرتے رہیں، ہر بات مانیں، ہر وقت تمہاری بلائیں لیتے رہیں، لاڈ پیار کرتے رہیں

پھر تو ظاہر ہے کوئی اُف نہیں کرتا۔فرمایا کہ تمہاری مرضی کے خلاف باتیں ہوں تب بھی نرمی سے،عزت سے،احترام سے پیش آنا ہے۔اور نہ صرف نرمی اور عزت واحترام سے پیش آنا ہے بلکہ ان کی خدمت بھی کرنی ہے۔اور اتنی پیار، محبت اور عاجزی سے ان کی خدمت کرنی ہے جیسی کہ کوئی خدمت کرنے والا کرسکتا ہو۔اور سب سے زیادہ خدمت کی مثال اگر دنیا میں موجود ہے تو وہ ماں کی بچے کے لئے خدمت ہی ہے۔

بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں

اب یہاں رہنے والے، مغرب کی سوچ رکھنے والے، بلکہ ہمارے ملکوں میں بھی، برصغیر میں بھی، بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت نہیں کر سکتے، ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ جماعت ایسے بوڑھوں کے مراکز کھولے جہاں یہ بوڑھے داخل کروا دئے جائیں کیونکہ ہم تو کام کرتے ہیں، بیوی بھی کام کرتی ہے، بچے اسکول چلے جاتے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بوڑھے والدین کی وجہ سے ڈسٹرب (Disturb) ہوتے ہیں، اس لئے سنبھالنا مشکل ہے۔ کچھ خوف خدا کرنا چاہئے۔قرآن تو کہتا ہے کہ ان کی عزت کرو، ان کا احترام کرو اور اس عمر میں اُن پر رحم کے پر جھکا دو۔ جس طرح بچپن میں انہوں نے ہر مصیبت جھیل کر تمہیں اپنے پروں میں لپیٹے رکھا۔تمہیں اگر کسی نے کوئی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو مائیں شیرنی کی طرح جھپٹ پڑتی تھیں۔اب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو کہتے ہو کہ ان کو جماعت سنبھالے۔جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنبھالتی ہے لیکن ایسے بوڑھوں کو جن کی اولاد نہ ہو یا جن کے کوئی اور عزیز رشتے دار نہ ہوں۔لیکن جن کے اپنے بچے سنبھالنے والے موجود ہوں تو بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں۔تو ایسی سوچ رکھنے والوں کو اپنی طبیعتوں کو، اپنی سوچوں کو تبدیل کرنا چاہئے۔یہ نہیں کہ جب تک والدین سے فائدہ اٹھاتے رہے، اٹھالیا، مکان اور جائیدادیں اپنے نام کروالیں، اب ان کو پرے پھینک دو۔

کسی احمدی کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تو (دین حق) کی بھلائی ہوئی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں رائج کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، اس کے حُسن کی چمک دنیا کو دکھانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ اس کے خلاف عمل کروانے کے لئے۔"

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ ۴۶ تا ۵۰)
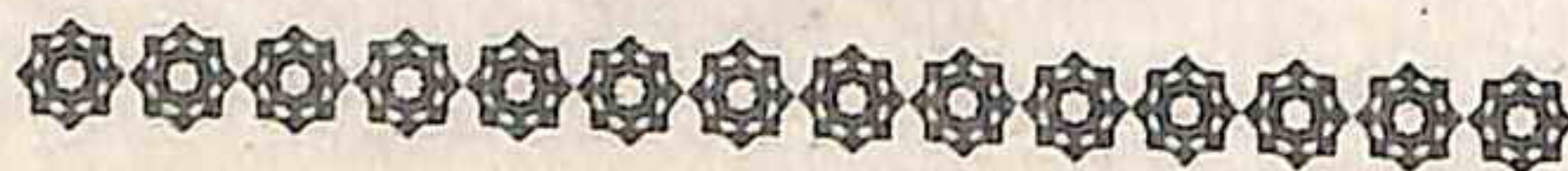
ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں

کلام حضرت مصلح موعود نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ

ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں
بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں

میں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر
وفاؤں کے خالق! وفا چاہتا ہوں

جو پھر سے ہرا کر دے ہر خشک پودا
چمن کے لئے وہ صبا چاہتا ہوں

مجھے بَیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دُنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

وہی خاک جس سے بنا میرا پتلا
میں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں

نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے
مَیں اس کا بھی دل سے بَھلا چاہتا ہوں

مِرے بال و پَر میں وہ ہمّت ہے پیدا
کہ لے کر قفس کو اُڑا چاہتا ہوں

کبھی جس کو رشیوں نے مُنہ سے لگایا
وُہی جام اَب مَیں پِیا چاہتا ہوں

رقیبوں کو آرام و راحت کی خواہش
مگر مَیں تو کرب و بلا چاہتا ہوں

دکھائے جو ہر دم ترا حسن مجھ کو
مِری جاں! میں وہ آئنہ چاہتا ہوں

❀❀❀
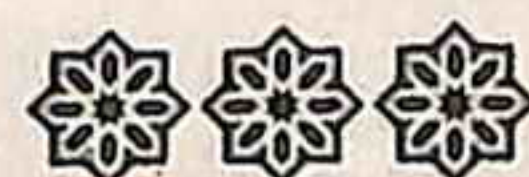
حضرت مصلح موعود کے متعلق بشارات

(مرسلہ: مکرم عبدالحق بدر صاحب۔ کرتار پور، فیصل آباد)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:۔

"بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود میں حضرت مرزا محمود احمد صاحب نے جو کردار ادا کرنا تھا اس کی اہمیت کا اندازہ کچھ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ خدا سے علم پا کر دنیا کو آپ کی ولادت کی خبر دینے میں حضرت مرزا صاحب منفرد نہیں بلکہ پیدائش کے تذکرے آپ سے قبل بھی دُور دُور تک تاریخ کے مختلف اوراق میں پھیلے پڑے ہیں۔ سب سے زیادہ قابلِ فخر اور سب سے اعلیٰ و اَولیٰ اِن پیشگوئیوں میں وہ پیشگوئی ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ، سب نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں فرمائی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:۔

يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ
يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهُ۔

(مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے اور اُن کو اولاد دی جائے گی۔"

اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود علیہ السلام) فرماتے ہیں:۔......

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور اُن کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف، اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں سے ہوگا۔"

(آئینہ کمالات...... صفحہ ۵۷۸)

ایک اور مقام پر اسی پیشگوئی پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اُس کی نسل سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں خبر آ چکی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

اس موعود فرزند کے متعلق حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے علاوہ قدیم روحانی صحیفوں میں بھی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے تذکرہ میں یہود کی شریعت کی بنیادی

کتاب ''طالمود'' میں لکھا ہے:-

''یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔ اس رائے کے ثبوت میں یسعاہ باب ۴۲ آیت ۴ کو پیش کیا جاتا ہے جس میں کہا گیا ہے وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے۔''

(طالمود۔ مرتبہ جوزف برکلے۔ باب پنجم مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

طالمود کی اس پیشگوئی کے بعد ہم زرتشت علیہ السلام (جو مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار سال قبل ایران میں گزرے ہیں) کی بڑی واضح پیشگوئی درج کرتے ہیں۔ یہ پیشگوئی زرتشتی مذہب کے لئے صحیفہ دساتیر میں دینِ زرتشت کے مجدد ساسانِ اوّل نے تحریر کی ہے۔ اصل پیشگوئی پہلوی زبان میں ہے جس کو زرتشتی اصحاب نے فارسی زبان میں ڈھالا ہے......

ترجمہ: پھر شریعت عربی پر ہزار سال گزر جائیں گے تو تفرقوں سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر خود شارع (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی اسے پہچان نہ سکے گا...... اور ان کے اندر انشقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے...... جب ایسا ہوگا تو تمہیں خوشخبری ہو کہ اگر زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو تیرے لوگوں سے (فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو تیری گمشدہ عزت و آبرو واپس لائے گا اور دوبارہ قائم کرے گا۔ میں پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے نہیں اُٹھاؤں گا۔''

(سفرنگ دساتیر صفحہ ۱۹۰ ملفوظات حضرت زرتشتؑ مطبوعہ ۱۲۸۰ھ مطبع سراجی دہلی)

پیشگوئی مندرجہ بالا...... میں یہ اشارہ ہے کہ آخری زمانہ کا موعود جب آئے گا تو اس کی اولاد میں سے کوئی اس کا جانشین ہوگا۔

حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب ولی نے بھی اس آخری زمانے کے مامور کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپ امتِ مسلمہ کے مشہور صاحب کشف و الہام بزرگ تھے۔ آپ نے آخری زمانہ میں مسیح کی آمدِ ثانی کی پیشگوئی منظوم کلام میں فرمائی......

ان اشعار میں حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود کے ظہور سے قبل کے انقلابات کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ پھر مسیح موعود کے زمانہ اور نام کی تعیین کی گئی ہے۔

ا ح م و دال مے خوانم
نام آں نامدار مے بینم

پھر فرماتے ہیں:-

دَورِ اُو چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اُس کے نمونہ پر اس کا بیٹا یادگار رہ جائے گا۔''

(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۶۵ تا ۶۸)
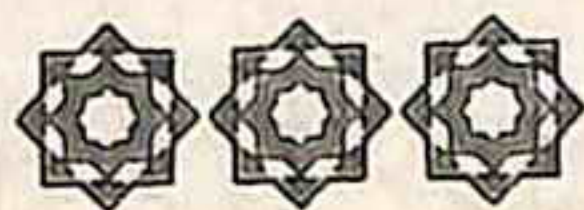
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت جلسوں کا انعقاد

(مرسلہ: مکرم اجمل احمد صاحب۔ بھوڑو چک شیخوپورہ)

حضرت مصلح موعود کی زندگی کے بڑے بڑے کارناموں میں ایک کارنامہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا انعقاد ہے۔ ہندوؤں کی طرف سے جب کتاب ''رنگیلا رسول'' اور رسالہ ''ورتمان'' جیسی نہایت بے ہودہ کتابیں شائع ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک اہم تحریک کی تجویز حضور کے دل میں ۱۹۲۷ء کے آخر میں القا فرمائی۔ اس تحریک کے نتیجے میں آپ نے ملک بھر میں منظّم طریق پر ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے جلسوں کا انعقاد کروایا۔ اس بابرکت تجویز کو پیش کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

''لوگوں کو آپ پر حملہ کرنے کی جرأت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں یا اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ کے حالاتِ زندگی اور آپ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے اور کسی کو آپ کے متعلق زبان درازی کرنے کی جرأت نہ رہے۔ جب کوئی حملہ کرتا ہے تو یہی سمجھ کر کہ دفاع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ واقف کے سامنے اس لئے کوئی حملہ نہیں کرتا کہ وہ دفاع کر دے گا۔ پس سارے ہندوستان کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے واقف کرنا ہمارا فرض ہے اور اس کے لئے بہترین طریقہ یہی ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے اہم شعبوں کو لے لیا جائے اور ہر سال خاص انتظام کے ماتحت سارے ہندوستان میں ایک ہی دن ان پر روشنی ڈالی جائے تا کہ سارے ملک میں شور مچ جائے اور غافل لوگ بیدار ہو جائیں''

(خطبات محمود جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۱۔۲۷۲)

اس عظیم مقصد کے لئے آپ نے ایک پروگرام تشکیل دیا جس کے کئی اہم نکات تھے۔ جن میں سے چند ایک نکات یہ ہیں:۔

۱...... ہر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح میں سے بعض اہم پہلوؤں کو منتخب کر کے ان پر خاص طور سے روشنی ڈالی جائے۔

۲...... ان مضامین پر لیکچر دینے کے لئے آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء میں ایسے ایک ہزار فدائیوں کا مطالبہ کیا جو لیکچر دینے کے لئے آگے آئیں۔

۳...... غیر مسلموں کو سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں پر تقاریر کے لئے بلوایا جائے۔

اس تحریک کے مطابق ملک بھر میں نہایت شاندار جلسے ہوئے قادیان کے جلسہ کو یہ خصوصیت حاصل رہی کہ اس میں حضور نے خود تقریر فرمائی جو بعد میں متعدد بار شائع ہوئی اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی بڑی کثرت سے شائع ہوا۔

دہلی کے جلسہ کی رپورٹ اخبار ''منادی'' میں شائع

ہوئی۔اخبار نے لکھا:

''سوا نو بجے رات کو پریڈ کے میدان میں سیرتِ رسولؐ کی نسبت جلسہ ہوا۔ دس ہزار کا مجمع تھا۔ہندو مسلمان مقرروں کی نہایت عمدہ تقریریں ہوئیں۔جلسہ بہت کامیاب ہوا۔ بارہ بجے تک رہا۔ آج تک دہلی میں کوئی مشترکہ جلسہ ایسی کامیابی سے نہ ہوا ہوگا''

(منادی ۲۳۔جون ۱۹۲۸ء بحوالہ الفضل ۱۷۔جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۷)

اخبار مشرق نے لکھا:۔

جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کئی مہینے سے یہ اعلان فرمارہے ہیں کہ ۲۰۔جون کو ایک ہزار ایسے (مومنوں) کی ضرورت ہے جو فضائل ومحامدِ حضرت ختم المرسلین صلعم پر لیکچر دے سکیں...... جناب امام صاحب جماعت احمدیہ بہت زیادہ (دینی) کارہائے نمایاں میں جو دلچسپی رکھتے ہیں اس سے ان کی للّٰہیت کا پتہ چلتا ہے اور یہ کوئی معمولی کام نہ ہوگا۔خدا کے فضل سے یہ تقریریں بہت کارآمد ہوں گی اور ان کی جو کتاب بن کر پریس سے نکلے گی وہ ایک تاریخی یادگار ہوگی۔

(مشرق ۲۲۔مارچ ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۔بحوالہ الفضل ۲۰۔اپریل ۱۹۲۸ء صفحہ ۹)

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اخباروں نے بھی اس تجویز کو سراہتے ہوئے بڑے زور دار الفاظ میں تائیدی بیان شائع کئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۷؍جون ۱۹۲۸ء کو ملک بھر میں پہلی دفعہ بڑے جوش وجذبہ کے ساتھ سیرت کے جلسے منعقد ہوئے جن میں مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کے سعید فطرت لوگوں نے بڑے جوش وخروش سے شامل ہو کر اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں مختلف الخیال لوگوں کا ایک پلیٹ فارم سے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہارِ عقیدت کا یہ ایسا مظاہرہ تھا کہ جس کی تاریخ میں پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔

اخبار مشرق نے ان جلسوں کی کامیابی پر امام جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس کارنامہ کو ہمیشہ زندہ رہنے والا کارنامہ قرار دیتے ہوئے تحریر کیا:

''ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دوجہانؐ سردارِ کون ومکاں محمد رسول اللہ صلعم کا ذکر خیر کسی نہ کسی پیرایہ میں...... کے ہر فرقہ نے کیا اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی کہ اول درجے پر ہمارا شہر رہے...... جن اصحاب نے اس موقعہ پر تفریق وفتنہ پردازی کیلئے پوسٹر لکھے اور تقریریں لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں وہ بہت احمق ہیں جو ہمارے عقیدہ سے واقف نہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ ناجی ہے۔ بہرحال ۱۷؍جون کو جلسے کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر شیعہ وسنی واحمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت (دین حق) کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی''

(مشرق گورکھ پور ۲۱۔جون ۱۹۲۸ء بحوالہ الفضل ۲۹۔جون ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۶)

(از تاریخ احمدیت جلد ۵)

خدا تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ دنیا کے قریباً تمام ممالک میں سے کثرت سے سیرۃ النبی ﷺ کے جلسے کرتی ہے۔ دنیا کے ہر مذہب وملت کو لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام سے آگاہ کرنا اپنا فرض جانتی ہے۔

✡✡✡✡✡✡✡✡
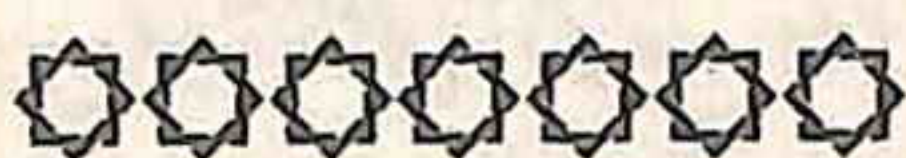
ایک سبق آموز واقعہ

جس میں صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت، مہمان نوازی، ادب، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین انداز تربیت اور احسان مندی کے پہلوں نمایاں ہیں۔

(مکرم محمد ولید احمد مشتاق صاحب۔ دنیاپور)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں باہر جلوہ افروز ہوئے کہ عام طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو خود ایسے وقت میں باہر تشریف لاتے تھے اور نہ دوسرا کوئی آپ سے ملاقات کیا کرتا تھا۔ (یہ عین دوپہر کا وقت تھا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے آکر ملے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اے ابوبکر! تم اس وقت باہر کیوں آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی ملاقات، آپ کے دیدار کے لئے اور آپ پر سلامتی عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی یہی دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! بھوک سے مجبور ہو کر باہر نکلا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی تقریباً اسی غرض سے باہر نکلا ہوں۔

پھر یہ تینوں ابوالہیثم بن التَّیِّھان انصاری کے گھر کی طرف روانہ ہوئے جو کہ کافی مالدار تھے اور ان کے بہت سے کھجور کے باغات تھے اور کثرت سے مویشی وغیرہ بھی تھے لیکن کوئی خادم اور مددگار نہ تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو انہیں وہاں موجود نہ پا کر ان کی بیوی سے دریافت کیا اور اس نیکہا کہ وہ ہمارے لئے میٹھے پانی کا انتظام کرنے گئے ہوئے ہیں۔

کچھ ہی لمحوں میں ابوالہیثم پانی سے بھرا مشکیزہ لئے پہنچ گئے۔ اسے اندر رکھ کر وہ دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے لپٹ کر آپ کی بلائیں لینے لگے اور جان نچھاور کرنے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تو ہمارے لئے صرف پکی ہوئی کھجوریں کیوں نہیں لایا تو انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں نے یہ ارادہ کیا کہ آپ سب حسب منشا اس میں سے پسند فرمالیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اس کی لائی ہوئی کھجوروں میں سے پسند کرو اور کھاؤ اور پانی بھی پیو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے متعلق قیامت کے دن تم سے سوال کیا جائے گا۔ ٹھنڈا سایہ، عمدہ کھجوریں، اور ٹھنڈا پانی۔ ابوالہیثم آپ کے لئے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے جانے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ دودھ دینے والے جانور کو ذبح نہ کرنا۔

چنانچہ انہوں نے ایک بکروٹا ذبح کیا اور کھانا پیش کیا جسے آپ سب نے تناول فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے پاس خادم آئیں تو تم بھی حاضر ہونا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک موقعہ پر صرف دو خادم آئے جن کے ساتھ کوئی تیسرا خادم نہ تھا۔ ابوالہیثم آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا ان دونوں میں سے جسے چاہے لے لو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جسے آپ مناسب سمجھیں عطا فرمادیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ کہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ تم اس خادم کو لے جاؤ کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور ہاں اس کے حقوق کا خیال رکھنا۔ آپؓ اسے لے کر گھر آئے صاحب خانہ کو ساری بات بتائی تو انہوں نے کہا کہ پھر تم سے شاید اس کے حقوق ادا نہ کئے جائیں اس لئے اسے آزاد ہی کردو تو آپؓ نے اسے آزاد کردیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کوئی بھی نبی اور خلیفہ ایسا مبعوث نہیں کرتا جس کے دو دوست نہ ہوں ایک دوست نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا ہے اور ایسا ہی دوسرا نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتا پس جو اس برے دوست سے بچایا جائے وہ حقیقی نجات یافتہ ہوگا۔

(جامع ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی معیشۃ اصحاب النبیؐ)

☆☆☆

مقامات کی وجہ شہرت

(مرسلہ: فاتح احمد کنری)

ویٹی کن سٹی

اٹلی کے دارالحکومت روم کا وسطی علاقے میں ایک آزاد ریاست جس کا حاکم پوپ ہے۔

واٹرلو

بیلجیئم کا ایک قصبہ جہاں 1815ء میں نپولین کو شکست ہوئی تھی۔

باب المندب

خلیج عدن کو بحیرہ قلزم سے ملانے والی ایک آبنائے جہاں کسی زمانے میں پہاڑیاں ہونے سے جہاز ٹکرا کر ڈوب جاتے تھے۔ اس لئے اسے باب المندب یعنی آنسوؤں کا دروازہ کہا گیا۔

بیٹیسل

پیرس کا ایک بدنام قلعہ جو عرصہ دراز تک سیاسی جیل رہا۔ 14 جولائی 1789ء کو عوام نے حملہ کر کے تمام قیدی رہا کروائے اور اسے تباہ کردیا۔

کالا پانی

جزائر غرب الہند جہاں برطانوی عہد میں عمر قید کے قیدی رکھے جاتے تھے۔

بکنگھم پیلس

لندن میں شاہ برطانیہ کی رہائش گاہ۔

ویسٹ منسٹر ایبے

لندن کے ایک گرجے کا نام جہاں شاہ انگلستان کی تاجپوشی ہوتی ہے۔

بے جا غصہ و غضب سے بچیں

(مرسلہ: مکرم سہیل احمد ثاقب بسراء صاحب۔ بشیر آباد سندھ)

غصہ اور غضب انسانی صفات میں سے ہے مگر بسا اوقات اس کے بے موقع و بے محل استعمال سے انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی چند تحریرات پیش ہیں جن کی روشنی میں ہم اپنے نفس کا محاسبہ کر سکتے ہیں۔

خدا نے غصہ بے جا نہیں بنایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

''غصہ خدا نے بے جا نہیں بنایا۔ اس کا خراب استعمال بے جا ہے۔ کسی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کفر کے وقت تم بڑے غصہ والے تھے، اب غصے کا کیا حال ہے؟ فرمایا: غصہ تو اب بھی وہی ہے مگر پہلے اس کا استعمال بے جا تھا، اب ٹھکانے پر لگ گیا ہے۔

یہ اعتراض تو صانع پر ہوتا ہے کہ اُس نے غصہ کی قوت کیوں بنائی؟ دراصل کوئی بھی قوت بری نہیں۔ بد استعمالی بری ہے۔ قرآن شریف ہمیں انجیل کی طرح یہ حکم نہیں دیتا کہ خواہ مخواہ مار کھاتے رہو۔ ہماری شریعت کا یہ حکم ہے کہ موقع دیکھو۔ اگر نرمی کی ضرورت ہے خاک سے مل جاؤ۔ اگر سختی کی ضرورت ہے سختی کرو۔ جہاں عفو سے صلاحیت پیدا ہوتی ہو وہاں عفو سے کام لو۔ نیک اور باحیا خدمت گار اگر قصور کرے تو بخش دو۔ مگر بعض ایسے خیرہ طبع ہوتے ہیں کہ ایک دن بخشو تو دوسرے دن دگنا بگاڑ دیتے ہیں۔ وہاں سزا ضروری ہے۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 522)

غضب کا برمحل استعمال ایک صفت محمودہ ہے

''غضب اگر موقع اور محل پر استعمال کیا جاوے تو وہ ایک صفت محمودہ ہے۔ وہ انسان ہی کیا ہے جسے مستورات کی عصمت کی محافظت کے لئے بھی غضب نہ پیدا ہوتا ہو۔ حضرت عمرؓ میں غضب اور غصہ بہت تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد کسی نے آپ سے پوچھا کہ اب وہ غضب اور غصہ کہاں گیا؟ فرمایا کہ غضب تو اُسی طرح میرے میں ہے لیکن آگے بے محل اور بے موقع اور ظلم کے رنگ میں تھا اور اب محل اور موقع پر استعمال ہوتا ہے۔ اب انصاف کے رنگ میں ہے۔

صفات بدلتے نہیں ہیں۔ ہاں اُن میں اعتدال آ جاتا ہے۔ اسی طرح گلہ کرنا ناجائز ہے۔ لیکن استاد یا ماں باپ اگر گلہ کریں تو وہ قابل مذمت نہیں کیونکہ مرشد، اُستاد یا باپ اگر گلہ کرتے ہیں تو وہ اس کی ترقی کے لئے گلہ کرتے ہیں اور اُس کے عیب کو اس لئے بیان کرتے ہیں تا کہ عبرت ہو اور اس کے اعمال میں اصلاح ہو۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 198)

قوت غضبی کے نقصانات

''شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ، دوسرے حق

العباد...... کسی میں قوت غضبی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب وہ جوش مارتی ہے تو نہ اس کا دل پاک رہ سکتا ہے اور نہ زبان۔ دل سے اپنے بھائی کے خلاف ناپاک منصوبے کرتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے اور پھر کینہ پیدا کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 214)

غضب ایک دُکھ ہے

''جو شخص کسی دوسرے پر غضب کرتا ہے اوّل وہ خود اپنے آپ میں اس کا صدمہ اور اثر پاتا ہے گویا دوسرے کو سزا دینے کے ساتھ ہی خود اپنی جان کو بھی سزا دیتا ہے۔ غضب ایک دکھ ہے جس کا اثر پہلے اپنی ذات پر پڑتا ہے اور ایک قسم کی تلخی پیدا ہو کر طبیعت سے راحت اور چین نکل جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 672)

غضب اور جنون

''مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے۔ تو کس قدر بد اثر پڑنے کی اُمید ہے۔ مرد کو چاہیے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقع پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے، اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 157)

غضب اور حکمت جمع نہیں ہو سکتے

''یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آ جاتا ہے اُس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آ کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے۔ جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 104)

عُجب اور پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے

''اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدّیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اُس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دُوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے۔ بعض آدمی

بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 23)

جماعت میں بے جا غصہ اور غضب بالکل نہ ہو

''اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔

میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا اور مَیں نہیں سمجھتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔

ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے۔ اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں اُن کی جگہ درندگی ہو اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 99)

توحید کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لا الہ الا اللہ کہیں اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہیئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہیئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے۔ بت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگہ میں بت ہے۔ .... یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو۔ خواہ انسان ہو۔ خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا۔ کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اول ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار دینا۔ اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنے محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا۔ اور اسی میں کھوئے جانا۔''

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349`350)

☆☆☆

بعض دلچسپ واقعات

(عربی سے ترجمہ: مکرم راشد محمود احمد صاحب گوجرانوالہ)

وجود باری تعالیٰ

حضرت جعفر صادقؒ سے ایک دفعہ ایک دہریہ نے وجود باری تعالیٰ پر بحث کی۔ حضرت جعفر نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے کبھی سمندر کا سفر کیا ہے؟ اس دہریہ نے جواب دیا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ کیا کبھی کسی مشکل کا سامنا بھی کرنا پڑا؟ اس نے جواب دیا ہاں ایک دفعہ ایسا ہوا۔ اس دن بہت تیز وتند ہوائیں چلیں جس کی وجہ سے کشتیاں ٹوٹ گئیں اور ملاح غرق ہو گئے۔ میں اس ٹوٹی ہوئی کشتی کے بعض تختوں سے لپٹ گیا پھر وہ تختے بھی مجھ سے چھوٹ گئے پھر موجوں کے تھپیڑوں سے میں ساحل تک پہنچا۔

جعفر صادق نے کہا کہ ابتدا میں تیرا سارا بھروسہ وتوکل کشتی اور ملاحوں پر تھا پھر ان تختوں پر کہ وہ تجھے بچالیں گے۔ جب یہ سب چیزیں تجھ سے جاتی رہیں تو کیا تو نے اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے تیار کر لیا تھا یا تو اس کے باوجود سلامتی کی توقع رکھتا تھا۔ اس پر دہریہ نے کہا کہ میں تو سلامتی (بچ جانے) کی امید رکھتا تھا۔ جعفر صادق نے پوچھا کہ تو نے کس سے یہ امید باندھی تھی؟ اس پر وہ دہریہ چپ ہو گیا۔

امام جعفر صادق نے کہا کہ خالق حقیقی ہی وہ ذات تھی جس سے تو نے اس وقت امید باندھی اور جس نے تجھے غرق ہونے سے بچالیا۔ (قصص الصالحین ڈاکٹر مصطفیٰ مراد، دار الفجرات للتراث، قاہرہ)

شہتوت کے پتے

امام شافعی سے ایک دفعہ سوال کیا گیا کہ ہستی باری تعالیٰ پر کوئی دلیل بھی ہے؟ امام شافعی نے جواباً کہا۔ کیا تمہارے نزدیک شہتوت کے پتے کا ذائقہ، رنگ اور خوشبو ایک جیسی نہیں ہے؟ پوچھنے والوں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر امام شافعی نے کہا۔ اس کو ریشم کا کیڑا کھاتا ہے تو ریشم پیدا کرتا ہے۔ شہد کی مکھی کھاتی ہے تو شہد اس میں سے نکلتا ہے۔ بکری جب کھاتی ہے تو مینگنیں کرتی ہے۔ ہرن جب کھاتا ہے تو مشک پیدا ہوتی ہے۔ پس وہ کون سی ہستی ہے جس نے ایک ہی شے میں سے اتنی اشیاء پیدا کر دیں۔

(قصص الصالحین ڈاکٹر مصطفیٰ مراد، دار الفجرات للتراث، قاہرہ)

دعا قبول کیوں نہیں ہوتی

ابراہیم بن ادھم سے کہا گیا کہ ہم دعا کرتے ہیں مگر ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی۔ اس پر ابراہیم بن ادھم نے کہا وہ اس لئے کہ:-

۱۔ تم نے اللہ کو پہچان تو لیا مگر اس کی اطاعت نہ کی۔
۲۔ رسول کو پہچانا تو سہی مگر اس کی سنت کی اتباع نہ کی۔
۳۔ قرآن کو جان تو لیا مگر اس پر عمل نہ کیا۔
۴۔ خدا کی نعمتوں کو کھایا تو سہی مگر اس کا شکر ادا نہیں کیا۔
۵۔ جنت کا علم تو حاصل کر لیا مگر اس کی طلب نہ کی۔

۶۔ جہنم کا علم تو حاصل کر لیا مگر اس سے بھاگے نہیں۔

۷۔ شیطان کا علم تو ہوا مگر اس سے لڑے نہیں بلکہ اس سے موافقت اختیار کر لی۔

۸۔ موت کو برحق تو سمجھا مگر اس کے لئے تیاری نہیں کی۔

۹۔ مردوں کو دفنایا تو سہی مگر ان سے عبرت حاصل نہیں کی۔

۱۰۔ اپنے عیوب کو چھوڑ کر لوگوں کے عیوب کی تلاش میں لگ گئے۔

(الجامع الاحکام القرآن لقرطبی۔ تفسیر سورۃ البقرہ آیت واذاسالک عبادی ......)

رازق خدا ہے

ابراہیم بن ادھم سے حکایت ہے کہ میں ایک جگہ مہمان تھا۔ جب دستر خوان لگا تو ایک کوا آیا اور ایک روٹی اٹھا کر اڑ گیا۔ ابراہیم بن ادھم کہتے ہیں کہ میں تعجب سے اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ وہ کوا ایک ٹیلے پر اترا۔ وہاں پر ایک شخص تھا جو بندھا ہوا تھا۔ کوّے نے وہ روٹی اس کے سامنے رکھ دی۔

(تفسیر کبیر امام رازی، سورۃ الفاتحہ)

خدا کی حفاظت

ذوالنون مصری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کہ میں گھر میں تھا تو میرے دل میں عجیب ولولہ پیدا ہوا۔ میں گھر سے نکل پڑا اور جس طرف مجھے میرا وجدان لے گیا میں چلا گیا یہاں تک کہ میں نیل کے کنارے پہنچ گیا۔ وہاں میں نے ایک بڑا بچھو دیکھا جو تیزی کے ساتھ جا رہا تھا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ بچھو نیل کے کنارے گیا۔ وہاں میں نے ایک مینڈک دیکھا۔ وہ بچھو اس مینڈک پر بیٹھ گیا اور مینڈک نے دریا میں تیرنا شروع کر دیا۔ ذوالنون کہتے ہیں کہ میں نے کشتی لی اور اس کا پیچھا کیا۔ جب مینڈک نیل کے دوسرے کنارے پہنچا تو بچھو اس کی کمر سے اُتر گیا اور ایک طرف چلنا شروع ہو گیا۔ اس پر ذوالنون نے بھی اس کا پیچھا کیا اور دیکھا کہ ایک نوجوان درخت کے نیچے سویا ہوا تھا اور ایک سانپ اسے ڈسنے کے قریب تھا۔ جب سانپ اس نوجوان کے قریب ہوا تو بچھو نے اس سانپ کو ڈس لیا اور سانپ نے بھی بچھو کو ڈسا جس کے نتیجے میں دونوں مر گئے مگر وہ نوجوان محفوظ رہا۔

(تفسیر کبیر امام رازی، سورۃ الفاتحہ)

رزلٹ مقابلہ مقالہ نویسی 2005ء

بعنوان: MTA کے ابتدائی دس سال اور اس کے عالمی اثرات

اوّل: طارق محمود عارف صاحب۔ ناصر آباد غربی ربوہ

دوم: شیخ وجیہ اللہ طاہر صاحب۔ ٹاؤن شپ لاہور

سوم: محمد اطہر احمد صاحب۔ دارالصدر جنوبی ربوہ

چہارم: فضل محمود صاحب۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

پنجم: عبدالہادی طارق صاحب۔ وحدت کالونی لاہور

ششم: فیصل احمد صاحب۔ بشیر آباد ربوہ

ہفتم: طاہر احمد صاحب۔ دارالرحمت وسطی ربوہ

ہشتم: سعود رفاقت صاحب۔ ناصر آباد شرقی ربوہ

نہم: ملک اشعر عثمان صاحب۔ نارتھ کراچی

دہم: قمر احمد لقمان صاحب۔ رحمان پورہ لاہور

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

اہرامِ مصر

(آر۔ایس۔بھٹی۔فاروق آباد)

القاہرہ جسے انگریزی میں Cairo کے نام سے جانا جاتا ہے مصر کا دارالخلافہ ہے۔ اس کا شمار دنیا کے بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ یہاں بہت سے قابل دید مقامات ہیں۔اور قریباً تمام اہرام جو مصر میں واقع ہیں قاہرہ کے قرب وجوار میں ہیں۔Giza کے مشہور اہرام بھی قاہرہ کے ایک طرف شہر سے بالکل باہر ہیں۔

مصر کے کچھ تاریخی حقائق

ہماری مصری تاریخ Giza کے عظیم اہرام کے سائے سے شروع ہوتی ہے۔ جہاں پتھر آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔ یہ زمین پر ایک عظیم تہذیب کے آثار ہیں۔جیومیٹری میں اہرام ایک ایسے مخروط نما شکل کو کہتے ہیں جس کی چاروں اطراف مثلث بناتی ہوں۔

5000 ہزار سال پہلے مصر کے شہنشاہوں کی چوتھی نسل (4th Dynasty) بہت ترقی یافتہ تھی۔ جہاں بادشاہ کو (Pharoah) فرعون کہا جاتا تھا اور انہیں خدا کا درجہ حاصل تھا۔وہ عظیم محلوں میں رہتے تھے اور معبد ان کے اور ان کے ان بزرگوں کے لئے تعمیر کئے جاتے تھے جنہیں دیوتا کا درجہ حاصل تھا۔ یہ اہرام ان معبود شہنشاہوں کی آخری دائمی آرام گاہ کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ فرعون کا بنیادی طور پر مطلب عظیم گھر تھا، جسے بعد میں بادشاہ کے معنی میں استعمال کیا گیا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ وقت کے ساتھ بعض الفاظ کے معنی اور استعمال تبدیل ہو جاتے ہیں۔

اہرام کی ابتداء

اہرام مصر نے ہمیشہ سے مسافروں، سیاحوں، پرانے فاتحین، ریاضی دانوں اور ماہرین آثار قدیمہ کو اپنے سحر میں گرفتار کئے رکھا ہے۔ پرانے مصری بادشاہوں کے مزار کے ٹیلوں کی شکل کے ہوتے تھے جن کو mastabas کہا جاتا تھا۔قریباً 2780 قبل مسیح میں Djoser King کے آرکیٹکٹ Imhotep نے پہلی مرتبہ اہرام تعمیر کیا اس نے چھ mastabas کو اس طرح رکھا کہ اوپر والا نیچے والے سے چھوٹا تھا جس سے ایک ڈھیری سی بن گئی ایسا اہرام setps میں تھا۔ یہ Pyramids Steps نیل کے

مغربی کنارے پر Sakkara کے مقام پر ہیں جو Memphis کے قریب ہے۔ بعد میں تعمیر ہونے والے اہراموں کی طرح اس میں بہت سے کمرے، راستے اور بادشاہوں کے مدفن کے چیمبر تھے۔ ان Pyramids Steps سے ایک مکمل اہرام کی تعمیر King Snefru کے دور میں شروع ہوئی۔ جو کہ شہنشاہوں کے چوتھے دور 4th) (Dynasty کا بانی تھا۔ اس کا عہد 2680 سے 2560 قبل مسیح تک رہا۔

Giza کے اہرام اور تعمیر

سب سے مشہور اہرام جو مصر میں واقع ہے وہ Giza کا عظیم اہرام ہے۔ جو کہ Snefru کے بیٹے Khufu (2589-2566) نے تعمیر کروایا جسے یونانی Cheops کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ قدیم دور کے سات عجائبات میں پہلے نمبر پر ہے۔ بلکہ قدیم سات عجائبات میں سے یہ واحد ہے جو اس وقت درست حال میں موجود ہے۔ عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ Giza میں موجود تینوں اہرام عجائبات کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے، صرف Khufu کا تعمیر کردہ عظیم اہرام ہی اس فہرست میں شامل ہے۔ اس نے یہ اہرام اپنے مقبرے کے طور پر استعمال کرنے کے لئے 2560 قبل مسیح کے لگ بھگ تعمیر کروایا۔ اندازہ ہے کہ یہ بیس سال تک تعمیر ہوتا رہا۔ ایک دوسرا اندازہ بارہ برس تک تعمیر ہونے کا بھی ہے۔

اس کی بنیاد 13/1 ایکڑ سے زائد رقبہ پر پھیلی ہوئی ہے اور اس کی اطراف کا زاویہ 51 ڈگری 52 منٹ اور ان کی لمبائی 755 فٹ ہے اور ان لمبائیوں میں فرق حیرت انگیز طور پر صرف عشاریہ ایک فیصد (0.1) ہے۔ ابتداء میں 481 فٹ بلند تھا۔ لیکن اب 450 فٹ سے اونچا نہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ پتھر کے بلاک کا وزن (جو اس کی تعمیر میں استعمال ہوئے) 2 ٹن ہے۔ اور بعض بڑے بلاکس کا وزن 15 ٹن تک بھی ہے اگر ان بلاکس کا کل وزن کیا جائے تو 6.5 ملین ٹن بنتا ہے۔ کسی بھی جگہ سے اس کا افقی تراشا ایک چوکور بناتا ہے۔ اس پر پتھروں کے دو ملین سے زائد بلاک ہیں۔ اندرونی دیوار میں پتھر اس قدر نفاست کے ساتھ لگائے گئے ہیں کہ ان میں ایک کارڈ بھی نہیں گھسایا جا سکتا۔

دو دوسرے اہرام جو Giza میں واقع ہیں Khufu کے بیٹے Khafre King (Chepren) اور اس کے جانشین Menkaure (Mycerinus) نے بنوائے۔ اس کے علاوہ Giza میں مشہور زمانہ ابوالہول بھی ہے۔ ان

تین اہراموں میں پتھروں کے بلاک کی تعداد اس قدر ہے کہ ان سے دس فٹ اونچی اور ایک فٹ موٹی دیوار پورے فرانس کے گرداگرد بنائی جاسکتی ہے۔

اہرام اکیلے نہیں بلکہ ان کے ساتھ عمارات کا ایک سلسلہ ہے۔ ان میں معبد، گرجے (مندر)، دوسرے مزار اور مضبوط موٹی دیواریں شامل ہیں۔ پرانے ریکارڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ جاننا مشکل امر ہے کہ یہ عمارتیں جو اہرام کے کمپلیکس میں موجود ہیں زیر استعمال تھیں یا صرف تدفین کے وقت ہی استعمال ہوتی تھیں۔ میت کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک لے جانے کے لئے جن کشتیوں کا استعمال ہوتا تھا وہ غالباً تمام دریافتوں میں سب سے اچھی حالت میں ملی ہیں۔

شروع کے کچھ اہراموں کے بعد ان کی صورت معیاری شکل اختیار کر گئی۔ شاہی اہراموں کے کمپلیکس میں main اہرام کے گرداگرد ایک صحن، اس سے منسلک ایک بہت چھوٹا سا اہرام جو بادشاہ کی روح کے لئے بنایا جاتا، ایک مندر جو مردہ خانہ کے طور پر تھا اور نعش کو کچھ دیر کے لئے محفوظ رکھنے کے لئے ہوتا تھا main اہرام کے بالکل سامنے واقع ہے، ایک بیرونی دیوار اور ایک پیدل چلنے والوں کے لئے راستہ۔ یہ تمام عمارات قریباً تمام اہراموں کا حصہ تھیں۔

بعض دانشور Khufu کے اہرام کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے کیونکہ اس پر کندہ کاری اور نقش و نگار نہیں ہیں۔ جبکہ پانچویں اور چھٹی شہنشاہت کے دور کے اہراموں میں کندہ کاری ہے جس سے اس دور کے مصریوں کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ لیکن پچھلے سو سالوں میں جو جدید تعمیرات ہوئیں وہ ان اہراموں سے کم متاثر کن ہیں اور لوگ جدید عمارات کی بجائے اسے دیکھنے کو اہمیت دیتے ہیں۔ (مثلاً ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ جو 1930 میں تعمیر ہوئی اور اس سے قریباً تین گنا بڑی ہے لیکن دیکھنے والوں کو کم متاثر کرتی ہے۔

تعمیر

اہرام کی تعمیر کے بارے میں بھی قیاس آرائیاں ہیں۔ مصری باشندوں کے پاس تانبے کے اوزار تھے۔ مثلاً آرہ، ڈرل، چھینی وغیرہ۔ جو کہ نرم دھاتوں کو کاٹنے کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ جبکہ سخت گرینائیٹ، جو کہ مدفن کے کمرے کی دیواروں اور بعض بیرونی دیواروں میں استعمال ہوئی، اس کے کاٹنے کے لئے غالباً کوئی خراش دار پاؤڈر جیسے ریت وغیرہ، کا استعمال ڈرلز اور آروں کے ساتھ کیا گیا ہوگا۔ عام ہیئت سے واقفیت اور کارڈینیلٹی کا استعمال اہرام

کو درست مقام پر بنانے کے لئے ضروری تھا اور یقیناً پانی سے بھری ہوئی خندقیں پیمائش کو ایک لیول پر رکھنے کے لئے استعمال ہوئیں۔ ایک مزار کی پینٹنگ پر ایک دیوہیکل مجسمے کو ایک پتھر دھکیلتے دکھایا گیا ہے۔ جس سے پہلے زمین کو مائع گرا کر پھسلن کی گئی ہے۔ غالباً اس طرح پتھروں کے بلاکس کو دھکیلا جاتا تھا۔ زیادہ تر پتھر جو Giza کے اہراموں میں استعمال ہوا نیل کے دوسرے کنارے پر، سطح مرتفع Giza سے نکالے گئے۔ کچھ چونے کے پتھر Tura سے لائے گئے۔ کچھ کمروں کی دیواریں گرینائیٹ کی بنی ہیں جو Aswan سے لایا گیا۔ پتھروں کی کان کے مزدوروں کے نشان بہت سے بلاک سے ملتے ہیں جن پر کام کرنے والے مزدوروں کے گینگ کا نام لکھا ہوتا تھا۔ مثلاً Craftsman-gang۔ جزوقتی مزدور تمام سال کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد میں اضافہ کا باعث بنتے تھے۔

مزدوروں کی تعداد کیا تھی؟ یونانی تاریخ دان Haroditus نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ مزدوروں نے کام کیا۔ لیکن یہ ایک لاکھ لوگ کہاں رہتے تھے ان کے کھانے کا بندوبست کیسے ہوتا تھا یہ ایک معمہ ہے۔ موجودہ سائنسدان جو وہاں کام کر رہے ہیں ان کا اندازہ ہے کہ بیس ہزار سے تیس ہزار تک مزدوروں نے کام کیا ہوگا جن کے نشان بھی ملتے ہیں۔

یہ اہرام بنانے کا سلسلہ بادشاہت کے چوتھے دور سے چھٹے دور تک چلا۔ جبکہ چھوٹے اہرام ایک ہزار سال تک بنتے رہے۔ ان میں سے بعض کے نشانات دریافت ہوئے ہیں لیکن زیادہ تر ریت کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔

جب یہ واضح ہوگیا کہ اہرام معبود شہنشاہوں کی ممی شدہ لاشوں کو محفوظ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اور مقبرے لٹیروں کی زد سے محفوظ نہیں تو بادشاہوں کو پوشیدہ مقبروں میں دفنایا جانے لگا۔ جو چٹانیں کاٹ کر بنائے جاتے تھے۔ اگرچہ اہرام ان مصری خداؤں کی لاشوں کو تو محفوظ نہ رکھ سکے جنہوں نے انہیں تعمیر کیا لیکن انہوں نے ان ناموں کو محفوظ رکھنے کی خدمت ضرور سرانجام دی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس دور کے انسان کی صلاحیتوں کے بارے میں معلومات بھی ہم تک پہنچائیں۔

اگرچہ دوسری جنگ عظیم کے دوران اس پر بندوقیں بھی نصب کی گئیں لیکن آج اس پر چڑھنے کی اجازت نہیں ماسوائے اس کے کہ خاص اجازت لی گئی ہو۔ جہازوں کو اس پر سے گزرنے کی اجازت نہیں کہ قومی ورثہ کے طور پر یہ اس

کا حق ہے۔

مزید اہرام

Khufu کا اہرام مصر کا سب سے بڑا اور مشہور اہرام ہے۔ یقیناً گئی بھی آثار قدیمہ مصر میں یا مصر سے باہر ایسا نہیں جو اس سے زیادہ مشہور ہو۔ اگر کوئی شخص مصر کے بارے میں اور آثار قدیمہ کے بارے میں بہت معمولی سی معلومات ہی رکھتا ہو تو وہ بھی اس کے بارے میں جانتا ہوگا۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ خوفو کا اہرام نہ تو پہلا اہرام ہے اور نہ ہی اہرام کی تعریف پر پورا اترنے والا واحد مکمل اہرام ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ دوسرے فرعونوں نے بھی اہرام بنوائے اور خود خوفو کے باپ Snefru نے بھی اتنے ہی پتھروں پر کام کیا۔ تین مختلف اہرام خود بنوائے۔ لیکن خوفو کے اہرام نے آرکیٹیکچر نگ کی دنیا میں حیرت انگیز چھلانگ لگائی۔ یہ اہراموں کی عمارات کے ارتقاء میں ایک اہم اضافہ تھا۔ تین ہزار سال سے زائد عرصے میں یہ سیاحوں کی منزل اور دنیا کے تصورات میں ایک اہم تصور رہا ہے۔

اگرچہ مصر میں سو سے زائد اہرام ہیں لیکن بہت سے اہراموں کو ماہر مصریات جانتے تک نہیں۔ مصر میں تعمیر ہونے والا آخری اہرام Abydos کے مقام پر ہے جو Ahmose نے تعمیر کروایا۔ وہ بادشاہت کے اٹھارویں دور کا بانی تھا اور نئے مصر کا بھی۔ یہ مصر میں تعمیر ہونے والا آخری شاہی اہرام تھا۔

اہراموں کا دور تیسری نسل (Dynasty) سے شروع ہوا۔ قریباً سبھی بادشاہوں نے ان کی تعداد میں اضافہ کیا۔ Ahmose کے بعد یہ تعمیرات مکمل طور پر بند ہوگئیں اور بادشاہوں نے اپنے مزار تعمیر کروانے کی بجائے انہیں Thebes کے مغربی کنارے کے پہاڑوں میں چھپانا شروع کر دیا۔ مصر کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی اہرام تعمیر ہوئے اور جن میں Nubia اور میکسیکو میں تعمیر ہونے والے اہرام مشہور ہیں۔ چھوٹے پیمانے پر دنیا کے دوسرے مقامات پر بھی اہرام تعمیر ہوئے لیکن ان کا مقصد مصری اہراموں سے مختلف تھا۔ یہ زیادہ تر معبد کے طور پر تعمیر ہوئے۔

ابوالہول:Sphinx

Giza میں واقع خوفو کے جانشین Khafre کے اہرام کے جنوب میں ایک دیوہیکل وجود بیٹھا ہے۔ اور نسبتاً اونچی جگہ پر ہونے کی وجہ سے بہت سے زاویوں سے یہ خوفو کے اہرام سے اونچا لگتا ہے۔ اس کا سر انسانی شکل کا اور جسم شیر کا ہے۔ یہ یادگاری مجسمہ مصری سنگ تراشی کا مکمل نمونہ ہے۔ اسے عظیم ابوالہول کہتے ہیں۔ یہ پرانے اور نئے مصر کا ایک قومی نشان ہے۔ شاعروں، دانشوروں اور سیاحوں کے خیالات صدیوں سے اس کے گرد گھوم رہے ہیں۔

ابوالہول کا لفظی مطلب ہے stangler۔ یہ نام سب سے پہلے یونانیوں نے ایک ایسی ناقابل یقین مخلوق کو دیا جس کا سر عورت کا دھڑ شیر کا تھا۔ اور اس کے پرندے کی طرح کے پر تھے۔ مصر میں بہت سے ابوالہول ہیں۔ لیکن عام طور پر ان کے سر بادشاہ کے ہیں جن پر سروں پر اوڑھنے والا لباس ہے اور دھڑ شیر کے ہیں۔ تاہم ایسے ابوالہول بھی ہیں جن کے سر نر بھیڑ کے ہیں یہ دیوتا Amun کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ لیکن عظیم ابوالہول کے بارے میں غالب گمان ہے کہ یہ اپنی نسل کا سب سے پہلا شاہکار ہے۔

یہ 4500 سال پہلے کا واقع ہے۔ جب Khafre کے مزدوروں نے ایک بڑے پتھر کو شیر کی شکل دی اور اس کے سر کو اپنے بادشاہ کی صورت میں ڈھالا۔ اس کے سر پر ایک سوراخ تھا اور مزید سجاوٹ کے لئے استعمال ہوتا تھا لیکن اب اسے بند کر دیا گیا ہے۔ ابوالہول کی پرانی تصویر کشی میں اس کے سر پر ایک تاج کا بھی ذکر ملتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ یہ آغاز سے اس کا حصہ ہو۔

اگرچہ یہ خیالات زیادہ طاقتور ہیں تاہم کوئی بھی مکمل یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ Khafre کا ہی چہرہ ہے۔ خاص طور پر جب جبکہ حال ہی میں یہ دلائل دیئے گئے کہ Khufu نے عظیم اہرام تعمیر کروایا تو یہ بھی ممکن ہے کہ عظیم ابوالہول بھی اسی نے بنوایا ہو۔ یہ سب اندازے ہیں لیکن ایک بات جو عظیم ابوالہول کے بارے میں پورے یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ انسانی ہاتھ کا بنا ہوا سب سے بڑا شاہکار ہے۔

مصر میں واقع بہت سی یادگاروں کی طرح یہ بھی اکیلا نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک پرانا معبد ایک نئی بادشاہت کا معبد، اور کچھ دوسرے حصے بھی ہیں۔

اس کی بنیاد چونے کے پتھر کی ہے جسے ماہر ارضیات Muqqatam کہتے ہیں۔ یہ چٹان پچاس ملین سال پرانی ہے اور سمندر کے پانی کی تہہ میں دبی رہی تھی۔ ابوالہول کے سر کے اردگرد سے چونے کا پتھر کاٹ کر یقینی طور پر اہرام کی تعمیر میں استعمال ہو۔ اس کا چہرہ چڑھتے سورج کی طرف ہے جس کے بالکل سامنے ایک مندر ہے جو 5th Dynasty میں تعمیر ہوا۔ ایک بادشاہ کا سر ایک شیر کے دھڑ پر بنانے سے یقیناً طاقت اور عظمت کا اظہار مقصود تھا۔ اس کا چہرہ چڑھتے سورج کی طرف رکھنے کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس دور کے فراعین خدائی کے دعوے دار ہونے کے باوجود سورج دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ لہذا سورۃ الاعراف کی آیت 128 میں یَذَرَکَ وَاٰلِھَتَکَ کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ فرعون خدائی کا دعوے دار ہونے کے باوجود سورج دیوتا کی

عبادت کرتا تھا۔اور خود کو سورج دیوتا کا مظہر سمجھتا تھا۔

مصر میں بعد میں بننے والے ابوالہولوں کے مقابلے میں اس کا سر اوپر سے سیدھا ہے۔ اس کے دھڑ کی لمبائی 72.55 میٹر ہے اور 20.22 میٹر اونچائی ہے۔ اس کا چہرہ چار میٹر چوڑا ہے اور آنکھیں دو میٹر اونچی ہیں منہ کا دھانہ دو میٹر چوڑا ہے۔ جبکہ ناک 1.5 میٹر سے زیادہ لمبی ہے۔ کان ایک میٹر بلند ہے۔ گردن سے نیچے شیر کا دھڑ شروع ہو جاتا ہے۔ ماتھے پر ایک مقدس کوبرا کا نشان تھا جو کہ اب ختم ہو چکا ہے اور اس کے علاوہ ناک، کان کا زیریں حصہ اور مذہبی داڑھی حادثات زمانہ کا شکار ہو چکی ہیں۔

مصری تاریخ کے ادوار

تاریخ دانوں نے مصری تاریخ کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ جیسا کہ اس مضمون میں بھی مختلف ادوار کے حوالے موجود ہیں۔ ان ادوار کو جو نام دیئے گئے ہیں وہ ذیل میں لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔ Prehistory دو ملین سال قبل مسیح سے 3100 قبل مسیح۔اس کو مزید بھی تقسیم کیا گیا ہے۔

۲۔ Early Dynastic Period اس میں 1st اور 2st ڈینسٹی شامل ہیں (2920-2650) قبل مسیح۔

۳۔ Old Kingdom تیسری سے چھٹی ڈینسٹی 2650 سے 2152 قبل مسیح تک

۴۔ First Intermediate Period ساتویں سے گیارہویں ڈینسٹی 2150 سے 1986 ق م تک

۵۔ Middle Kingdom گیارہویں اور بارہویں ڈینسٹی 1986 سے 1759 قبل مسیح تک

۶۔ Second Intermediate Period تیرھویں ڈینسٹی 1759 سے 1539 قبل مسیح

۷۔ New Kingdom اٹھارویں سے بیسویں ڈینسٹی 1539 سے 1069 قبل مسیح تک

۸۔ Third Intermaediate Period اکیسویں سے پچیسویں ڈینسٹی 1070 سے 657 قبل مسیح تک

۹۔ Late Kingdom چھبیس سے اکتیس ڈینسٹی 664 سے 332 قبل مسیح تک

۱۰۔ Greek Period

۱۱۔ Roman Period

۱۲۔ Islamic period

۱۳۔ French Period

۱۴۔ British Period

❁❁❁❁❁❁❁

ترا حرف حرف اِمام تھا

مجھے کیا خبر کہ وہ ذِکر تھا ، وہ نماز تھی کہ سلام تھا
مِرا اشک اشک تھا مُقتدی ، ترا حرف حرف اِمام تھا

ترے رُخ کا تھا وہی طنطنہ ، مری دِید کا وہی بانکپن
کہ بس ایک عالَمِ کیف تھا ، نہ سجود تھا نہ قیام تھا

میں وَرائے جسم تری تلاش میں تھا مگن ، مجھے کیا خبر
کہ ہر ایک ریزۂ تن میں بھی تری جلوتوں کا نظام تھا

مجھے رَت جگوں کی صلیب پر زرِ خواب جس نے عطا کیا
وہی سحر سحر مبین تھا ، وہی حرف حرفِ دوام تھا

مجھے عرش و فرش کی کیا خبر ، مجھے تُو ملا تھا جہاں جہاں
وہی آسماں تھی مری زمیں ، وہی فرش عرش مقام تھا

مری دَسترس میں جو آ گیا ، ترے حسن کا کوئی زاویہ
وہی سلطنت مرے حرف کی ، وہی تاجدارِ کلام تھا

ترے کنجِ لب سے رواں دواں ، وہ جو ایک سیلِ حروف تھا
اسے لہر لہر سمیٹنا اُسی کملی والےؐ کا کام تھا

(مکرم رشید قیصرانی صاحب)

♣♣♣

ایفائے عہد

(مکرم فراست احمد صاحب ۔ ربوہ)

عہد پورا کرنے کے بارہ میں پرسش ہوگی

قرآن شریف میں عہد پورا کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ فرمایا:-

عہد پورا کرو کہ عہد پورا کرنے کے بارہ میں پرسش ہوگی۔ (سورۃ الاسراء:35)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بغیر کسی جائز وجہ کے کسی معاہدہ کرنے والے کو قتل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الوفاء بالعہد)

ایفائے عہد اور اسوۂ رسول ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آغاز سے ہی امانت و دیانت اور ایفائے عہد کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپؐ نے پابندیٔ عہد میں بھی بہترین نمونہ پیش فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زمانۂ بعثت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سودا کیا۔ ان کا کچھ واجب الادا حصہ میرے ذمہ رہ گیا۔ میں نے آپ سے طے کیا کہ فلاں وقت ایسی جگہ آ کر میں آپ کو ادائیگی کروں گا مگر میں واپس جا کر وعدہ بھول گیا۔ تین روز بعد مجھے یاد آیا تو میں مقرر جگہ حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ موجود تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اے نوجوان! تم نے ہمیں سخت مشکل میں ڈالا۔ میں تین روز سے یہاں (اس وقت) تمہارا انتظار کرتا رہا ہوں۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی العدۃ:4344)

حلف الفضول کی پابندی

مکی دور میں بعثت سے قبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم معاہدہ حلف الفضول میں شریک ہوئے تھے جس کا بنیادی مقصد مظلوموں کی امداد تھا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اس معاہدے میں شرکت کی خوشی مجھے اونٹوں کی دولت سے بڑھ کر ہے اور اسلام کے بعد بھی مجھے اس معاہدہ کا واسطہ دے کر مدد کے لئے بلایا جائے تو میں ضرور مدد کروں گا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام ج1 ص142-141 مصطفی البابی الحلبی مصر)

دعویٰ نبوت کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک اجنبی ''الاراشی'' کا حق سردار مکہ ابوجہل نے دبا لیا۔ اُس دشمن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر مدد مانگی۔ حضورؐ اس کے ساتھ ہو لئے اور معاہدہ حلف الفضول کی پابندی کرتے ہوئے آپ نے اپنے سخت معاند ابوجہل کے دروازے پر جا کر اُس مظلوم اجنبی کے حق کا تقاضا کیا۔ پھر وہاں سے ہلے نہیں جب تک کہ اُس کا حق اُسے دلوا نہیں دیا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام جلد2 ص124-123 دارالفکر بیروت)

میں عہد شکنی نہیں کرتا

ابورافع قبطیؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفیر بنا کر بھجوایا۔ آپؐ کو دیکھ کر میرے میں دل میں اسلام کی سچائی گھر کر گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں قریش کی طرف لوٹ کر واپس نہیں جانا چاہتا۔ آپ نے فرمایا میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ ہی سفیر کو روکتا ہوں۔ تم اس وقت بہرحال واپس جاؤ پھر اگر بعد میں ارادہ ہو کہ اسلام قبول کرنا ہے تو وہاں جا کر واپس آ جانا۔ چنانچہ یہ قریش کے پاس لوٹ کر گئے اور بعد میں آ کر اسلام قبول کیا۔

دشمن کی گواہی

شہنشاہ روم ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی خط ملنے پر اپنے دربار میں سردار قریش ابوسفیان کو بلا کر جب بغرض تحقیق کچھ سوالات کئے تو یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا اس مدعی رسالت نے کبھی کوئی بدعہدی بھی کی ہے؟

ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا مگر پھر بھی اسے ہرقل کے سامنے تسلیم کرنا پڑا کہ ''آج تک اس نے ہم سے کوئی بدعہدی نہیں کی۔ البتہ آج کل ہمارا اس سے ایک معاہدہ (حدیبیہ) چل رہا ہے۔ دیکھیں وہ کیا کرتا ہے۔

ابوسفیان کہتا تھا کہ میں ہرقل کے سامنے اس سے زیادہ اپنی طرف سے کوئی بات اپنی گفتگو میں حضورؐ کے خلاف داخل نہ کر سکا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب بدءالوحی)

عہد پورا کرنے اور احسان کا دن

ہجرت مدینہ کے سفر میں سو اونٹوں کے انعام کے لالچ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرنے والے سراقہ بن مالک کی روایت ہے کہ جب میں تعاقب کرتے کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو میرا گھوڑا بار بار ٹھوکر کھا کر گر پڑتا۔ تب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دے کر بلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا آپ مجھے امن کی تحریر لکھ دیں۔ انہوں نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر وہ تحریر لکھ دی اور میں واپس لوٹ آیا۔

فتح مکہ کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین سے فارغ ہو کر جعرّانہ میں تھے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک گھڑ سوار دستے کے حفاظتی حصار میں تھے، وہ مجھے پیچھے ہٹاتے اور کہتے تھے کہ تمہیں کیا کام ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے؟ میں نے اپنا ہاتھ بلند کر کے وہی تحریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی اور کہا میں سراقہ ہوں اور یہ آپ کی تحریر امن ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کا دن عہد پورا کرنے اور احسان کا دن ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: سراقہ کو میرے قریب کیا جائے۔ میں آپ کے قریب ہوا اور بالآخر آپ سے ملاقات کر کے اسلام قبول کر لیا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ھشام جز 2 ص 34,35 مکتبہ المصطفی البابی الحلبی)

دوسروں کے عہد کی رعایت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورت کے عہد کا بھی پاس کیا ہے۔ ام ہانیؓ بنت ابی طالب نے فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ انہوں نے اپنے سسرال کے بعض مشرک لوگوں کو پناہ دی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام ہانیؓ! جسے تم نے امان دے دی اسے ہم نے امان دی۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد)

''جاؤ اپنا عہد پورا کرو''

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے بدر میں شامل ہونے میں یہ روک ہوئی کہ میں اور ابوسہلؓ بدر کے موقع پر نکلے۔ ہمیں کفارِ قریش نے پکڑ لیا۔ انہوں نے کہا تم محمدؐ کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ ہم تو مدینہ جا رہے ہیں۔

انہوں نے ہم سے عہد لیا کہ ہم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں شامل نہیں ہوں گے بلکہ سیدھے مدینہ چلے جائیں گے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔

آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنا عہد پورا کرو۔ ہم دشمن کے مقابلہ پر دعا سے مدد چاہیں گے۔

(مسلم کتاب الجہاد باب لوفاء بالعہد)

★★★

عربی زبان سیکھیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''مَیں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی سیکھیں کیونکہ عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔ پس ترجمہ پڑھنے کے لئے ضروری اور مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ آج کل تو آسان آسان طریق عربی پڑھنے کے نکل آئے ہیں۔ قرآن شریف کا پڑھنا جب کہ ہر (مومن) کا فرض ہے تو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کی جاوے اور ساری عمر انگریزی اور دوسری زبانوں کے حاصل کرنے میں کھو دی جائے۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 196)

نیز فرمایا: ''عربی زبان اگر عمدہ طور سے آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہوگی اور انسان قرآن شریف کے حقائق و معارف خوب سمجھ سکے گا۔ چونکہ قرآن اور احادیث عربی زبان میں ہیں اس لئے اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے۔

اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھے گا؟ ایسی حالت میں تو پتہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی کہ نہیں۔ ایک شخص کسی پادری سے بحث کرتا تھا اس نے کہہ دیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے کہ لـولاک لـمـا۔ پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ۔ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا۔

سادہ ترجمہ پڑھ لینے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 621)

وہ شب وروز وماہ وسال کہاں

وہ فراق اور وہ وصال کہاں
وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں

فرصتِ کاروبارِ شوق کسے
ذوقِ نظّارۂ جمال کہاں

دل تو دل وہ دماغ بھی نہ رہا
شورِ سَودائے خطّ و خال کہاں

تھی وہ اِک شخص کے تصوّر سے
اب وہ رعنائیٔ خیال کہاں

ایسا آساں نہیں لہو رونا
دِل میں طاقت، جگر میں حال کہاں

ہم سے چھوٹا قمارخانۂ عشق
واں جو جاویں، گِرہ میں مال کہاں

فکرِ دُنیا میں سر کھپاتا ہوں
مَیں کہاں اور یہ وبال کہاں

مضمحل ہو گئے قویٰ غالبؔ
وہ عناصر میں اعتدال کہاں

(مرزا اَسَداللہ غالبؔ)

❋❋❋
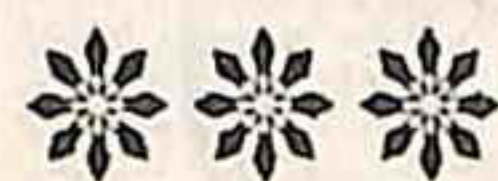
سول انجینئرنگ

(مکرم مبشر احمد ناصر صاحب)

سول انجینئرنگ میں ہر قسم کے تعمیراتی کاموں کا حسابی رُو سے تجزیہ اور تجزیے کی بنیاد پر ڈیزائن کرنا شامل ہے۔ تجزیہ (Analysis) سے مراد یہ ہے کہ تعمیر شدہ ڈھانچہ (Structure) خواہ وہ عمارت کا ہو یا ڈیم یا سڑک وغیرہ کا، میں لگنے والے وزن کو سہارا دینے یا اسے زمین تک منتقل کرنے کی کتنی اہلیت ہے۔ یہ وزن بے جان اشیاء کے بھی ہوسکتے ہیں۔ مثلاً عمارت کا اپنا وزن یا پھر زندہ اجسام کے بوجھ (Load) مثلاً انسان کا وزن۔ مشینری کا وزن بھی بے جان اوزان میں شامل ہوتا ہے۔ ڈیزائن سے مراد یہ ہے کہ تعمیر سے قبل ڈھانچے کی طول، عرض اور گہرائی کا فیصلہ اس طرح کرنا کہ وہ مستقبل میں اس پر پڑنے والے وزن سہار بھی سکے اور اس کے ساتھ ساتھ سستا اور جمالیاتی (Aestheitically) اعتبار سے قابل قبول ہو۔ اس کے علاوہ تعمیر کا دورانیہ اور تعمیر کا قابل عمل ہونا جیسے عناصر بھی مطالعہ کئے جاتے ہیں۔

سول انجینئرنگ کی مندرجہ ذیل شاخیں ہیں۔

۱۔ Structures

۲۔ Soil

۳۔ Irrigation

۴۔ Envoirnment

۱۔ پہلی شاخ کا تعلق زیادہ تر عمارت کے ڈیزائن اور تجزیہ سے ہے۔ اس تجزیہ میں ایسے طریق مطالعہ کئے جاتے ہیں جن سے عمارت پر لگنے والے وزن کا اصل اثر (effect) معلوم ہوسکے اور اس کے نتیجہ میں مختلف حصوں میں ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیا جاسکے۔ مثلاً اگر کسی عمارت کی چھت پر بے جان اور جاندار اشیاء کا بوجھ ڈالا جائے تو slab میں کتنی Deflection پیدا ہوسکتی ہے وغیرہ۔ ڈیزائن میں ہم پچھلی تعمیر شدہ عمارات کے مطالعہ اور کوڈز اور تجربے کی بناء پر عمارت بنانے سے قبل ہی لگنے والے وزن کا اندازہ لگاتے ہیں اور یہ معلوم کرتے ہیں کہ اسے برداشت کرنے کے لئے کم از کم کتنی طول، عرض اور گہرائی وغیرہ درکار ہے۔

اس ڈیزائن میں کچھ حفاظت کا پہلو Factor of Safety بھی مدنظر رکھا جاتا ہے جو تعمیراتی کام کے دوران ہونے والے متوقع انحرافات کے سدباب وغیرہ کیلئے لگایا جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر دوکان سے 100 روپے کی چیز خریدنی ہو تو کچھ رقم زائد رکھ لی جاتی ہے۔

۲۔ دوسری شاخ میں زمین کی اس صلاحیت کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو کسی structure کو محفوظ طریقے سے برداشت کرنے کے لئے درکار ہے۔ اس کے لئے زمین

کے مختلف مقامات سے نمونے لے کر انہیں لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور اگر زمین کی قوت برداشت bearing capacity بڑھانی ہو تو اسے مختلف طریقے سے بڑھایا جاتا ہے۔

۳۔ Irrigation میں ایسے تمام تعمیراتی کاموں کا تجزیہ کیا جاتا ہے جو نظام آبپاشی کو بہتر کرنے کے لئے کئے جائیں۔ ان میں ڈیم، بیراج، نہروں وغیرہ کی تعمیر شامل ہیں۔ اس کے ڈیزائن میں پانی کے متوقع بہاؤ اور گذشتہ سالوں میں پانی کے لیول کا ریکارڈ اور تخلیاتی زیادہ سے زیادہ سیلاب وغیرہ کی بنیاد پر Hydraulic Stucture بنائے جاتے ہیں۔

۴۔ اس شاخ کا زیادہ تر تعلق بہتر پانی کی سپلائی کا نظام، گندے پانی کے بہتر انعکاس اور پانی کی وجہ سے پھیلنے والی بیماریوں پر انجینئرنگ اور سائنس کے اصول لاگو کرتے ہوئے قابو پانے سے ہے۔

ایک اچھا پانی کی سپلائی کا سسٹم وہ ہے جو بہتر مقدار، اچھے معیار، بااعتماد، مستقل اور کم داموں میں پانی کی فراہمی مہیا کرے۔ گندے پانی کے انعکاس کے لئے بھی موثر نظام کا ہونا ضروری ہے تاکہ

(1) اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں اور مضر اثرات سے بچا جاسکے۔

(2) اسے گندے پانی کو صاف کرنے والے پلانٹس تک پہنچا کر دریاؤں میں ڈالنے کے قابل بنایا جاسکے۔

دریاؤں وغیرہ سے پانی کو حاصل کر کے پانی کی صفائی کے پلانٹس تک پہنچایا جاتا ہے جو کہ پانی سے غیر تحلیل شدہ ذرات اور نامیاتی اور غیر نامیاتی مادوں اور بیکٹیریا وغیرہ کو مختلف مراحل کے ذریعے ختم کر کے پینے کے لئے موزوں بناتے ہیں۔

ترقی یافتہ ملکوں میں لیزر شعاؤں کے ذریعہ پانی کو صاف کرنے کا نظام بھی جاری ہے۔

❁ ❁ ❁

رزلٹ مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی چہارم

بعنوان: سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

نمبر شمار	نام	مجلس	پوزیشن
1	عزیز احمد عمر بھٹی	دارالعلوم وسطی ربوہ	اوّل
2	طارق محمود عارف	ناصر آباد غربی ربوہ	دوم
3	قیصر محمود	دارالعلوم جنوبی بشیر ربوہ	سوم
4	توقیر احمد آصف	دارالحمد فیصل آباد	چہارم
5	ڈاکٹر ظہیر احمد طاہر	ڈیریانوالہ نارووال	پنجم
6	سعود رفاقت	ناصر آباد شرقی ربوہ	ششم
7	مبارک احمد فرخ	دارالصدر شمالی ربوہ	ششم
8	عبدالعلی حیَ	ماڈل ٹاؤن لاہور	ہفتم
9	محمد اطہر احمد	دارالصدر جنوبی ربوہ	ہشتم
10	کاشف بشیر	دارالحمد فیصل آباد	نہم

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

مزاحیہ انتخاب

کچھ تاریخی باتیں

(مرسلہ: مکرم وقار احمد صاحب)

اکبر

آپ نے ملا دوپیازہ اور بیربل کی (تحریرات) میں اس بادشاہ کا حال پڑھا ہو گا۔ راجپوت مصوری کے شاہکاروں میں اس کی تصویر بھی دیکھی ہوگی۔ ان تحریروں اور تصویروں سے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ سارا وقت داڑھی گھٹواتے، مونچھیں ترشواتے اُکڑوں بیٹھا پھول سونگھتا رہتا تھا یا لطیفے سنتا رہتا تھا۔ یہ بات نہیں، اور کام بھی کرتا تھا۔

اکبر قسمت کا دھنی تھا۔ چھوٹا سا تھا کہ باپ یعنی ہمایوں بادشاہ ستارے دیکھنے کے شوق میں کوٹھے سے گر کر جاں بحق ہوگیا اور تاج و تخت اُسے مل گیا۔ ایڈورڈ ہفتم کی طرح چونسٹھ برس ولی عہدی میں نہیں گزارنے پڑے۔ ویسے اس زمانے میں اتنی لمبی ولی عہدی کا رواج بھی نہ تھا۔ ولی عہد لوگ جونہی باپ کی عمر کو معقول حد سے تجاوز کرتا دیکھتے تھے اسے قتل کر کے، یا زیادہ رحم دل ہوتے تو قید کر کے، تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوجایا کرتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ دن رعایا کی خدمت کا حق ادا کر سکیں۔

اب ہم اکبری عہد کے کچھ اہم واقعات کا ذکر کرتے ہیں:

پانی پت کی دوسری لڑائی

پانی پت میں اس وقت تک صرف ایک لڑائی ہوئی تھی۔ پانی پت والوں کا اصرار تھا کہ اب ایک اور ہونی چاہیے۔ چنانچہ اکبر نے پہلی فرصت میں بھیر و بنگاہ کے ساتھ اُدھر کا رخ کیا۔ اُدھر سے ہیموں بقال لشکر جرار لے کر آیا۔ اس کے ساتھ توپیں بھی تھیں اور سپاہی بھی تھے، گھمسان کا رن پڑا۔ ہیموں کی جمعیت زیادہ تھی لیکن اکبری لشکر نے تابڑتوڑ حملے کر کے کھلبلی ڈال دی۔ بعض ہمدردوں نے اس کے جدی وطن سے پیغام بھجوایا کہ تم اور ہیموں دونوں یہاں تاشقند آؤ، صلح کرائے دیتے ہیں لیکن اکبر نہ مانا۔ ہیموں ایک ہاتھی کے ہودے میں بیٹھا روپے آنے پائی کا حساب لکھ رہا تھا کہ اس لڑائی کا مال غنیمت فروخت کر کے کس کاروبار میں پیسہ لگائے۔ ناگہاں ایک تیر قضا کا پیغام لے کر اس کی آنکھ میں آن لگا اور وہ بے سدھ ہو کر گر گیا۔ ہیموں بقال کو ہم تاریخ کا پہلا موشے دایان کہہ سکتے ہیں۔

بیرم خان کو حج کرانا

بیرم خاں اکبر کا اتالیق تھا۔ اُسی نے اس کی پرورش کی

تھی اور تخت دلایا تھا۔ اکبر نے تخت پر بیٹھنے کے بعد جب سارے اختیارات قبضے میں کر لئے تو سوچا کہ پہلے اس محسن کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہیے۔ چنانچہ بیرم خاں کو بلایا اور کہا: "خان بابا، اب آپ جائیے، حج کر آئیے۔ کسی کو حج پر بھیجنا خواہ وہ جانا چاہے یا نہ چاہے، بڑی نیکی کا کام ہے۔ اکبر نے اور بھی کئی لوگوں کو اُن کے نہ نہ کرتے ہوئے حج و زیارت پر بھیجا لیکن خود ناگزیر وجوہات اور چند در چند مصروفیات کی وجہ سے کبھی نہ جا سکا۔

بیرم خاں حج کو جاتے ہوئے راستے میں قتل ہو گیا۔ لیکن یہ اس کا ذاتی معاملہ تھا۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ اکبر کو اس کے مرنے کی خبر ہوئی تو بہت رنج ہوا۔ ضرور ہوا ہو گا۔

اکبر کی حکمت عملی

اکبر میں تعصب بالکل نہ تھا خصوصاً شادیوں کے معاملہ میں۔ کچھ ریاستیں فوج سے فتح کیں، باقی کے راجاؤں کی بیٹیوں کو اپنے حرم میں اور اُن کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ آج کل کے سیٹھ اور مل مالک جو ایسا کرتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔

ادب کی سرپرستی وغیرہ

انار کلی ایک کنیز تھی جس کی وجہ سے شہزادہ سلیم کے اخلاق خراب ہونے کا اندیشہ تھا۔ اکبر نے اُسے دیوار میں چنوا دیا۔ ایک مصلحت اس میں یہ تھی کہ سید امتیاز علی تاج ایک معرکتہ الآرا ڈرامہ لکھ سکیں اور اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک قیمتی اضافہ ہو سکے۔

درباری شاعر نظیری نیشاپوری نے ایک بار کہا کہ میں نے لاکھ روپے کا ڈھیر کبھی نہیں دیکھا۔ بادشاہ نے ایک لاکھ روپے خزانے سے نکلوا کر ڈھیر لگا دیا۔ جب نظیری اچھی طرح دیکھ چکا تو روپے واپس خزانے میں بھجوا دیئے۔ نظیری دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ اصل میں نظیری یہ حرکت خانخاناں کے ساتھ پہلے کر چکا تھا۔ خانخاناں نے شاعر کی نیت کو بھانپ کر کہہ دیا تھا کہ اچھا اب یہ ڈھیر تم اپنے گھر لے جاؤ۔ لیکن اکبر ایسا کچا آدمی نہ تھا۔

فتوحات

اکبر کا دور فتوحات کے لئے مشہور ہے۔ اس کی قلمرو بنگالے سے دکن اور گجرات تک پھیلی ہوئی تھی۔ کالنجر، میواڑ اور رنتھنبور کے راجاؤں کو اسی نے زیر کیا تھا۔ حکومت کے آخری دنوں میں قندھار بھی فتح کیا جسے قدیم زمانے میں گندھارا کہتے تھے۔ جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ کیوں فتح کیا تو بادشاہ کو بیان دینا پڑا کہ میں نے نہیں کیا۔ ہاں شہزادہ سلیم نے شاید کیا ہو۔ سو وہ میرے کہنے میں نہیں۔

ابوالفضل

اکبر کا یہ مشیر باتدبیر صحیح معنوں میں رتن تھا۔ بحرِ علم کا گوہر یکتا۔ رموز مملکت کے علاوہ ادب و انشاء میں بھی

دستگاہ کامل رکھتا تھا۔ کہتے ہیں بادشاہ کو دین الٰہی کے راستے پر یہی لایا۔ پرچہ نویسوں کو یہ ہدایت تھی کہ کوئی بات بادشاہ کے خلاف نہ لکھیں، ہاں تعریف کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ دسویں سن جلوس کے دھوم دھامی جشن مہتابی کا سہرا بھی مورخین ابوالفضل ہی کے سر باندھتے ہیں۔ اسی نے بادشاہ سے اس کی تزک لکھوائی جس کی دھوم فرنگستان سے جاپان تک ہوئی۔ ملا عبدالقادر بدایونی کا کہنا ہے کہ ابوالفضل نے خود لکھ کردی، بادشاہ کو کہاں لکھنا آتا تھا۔ واللہ اعلم

فیضی، بیربل اور مخدوم الملک وغیرہ

نورتنوں میں اور بھی کئی باکمال تھے مثلاً فیضی کہ دربار میں ملک الشعراء تھا۔ اگر کوئی بادشاہ سے ذرا سی بھی سرتابی کرتا تھا تو یہ اس کو بے نقط سناتا تھا۔ بہت سے لوگ اس کے بے نقط کلام کی وجہ سے بادشاہ کے اور خلاف ہوگئے۔

بیان الدولہ لطائف الملک راجہ بیربل کا ذکر بھی ضرور ہے۔ یہ بھاٹوں کے چودھری تھے۔ ایک بیان دے دیتے تھے۔ لوگ بہت دن اس پر ہنستے رہتے تھے۔

اکبر کے ایک نورتن مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری تھے۔ مخدوم الملک اچھے اچھے خواب دیکھ کر بادشاہ کو بشارتیں دیا کرتے تھے۔ مشائخ کا ایک حلقہ بھی بنا رکھا تھا جو چلّے کاٹ کاٹ کر بادشاہ کی درازیٔ حکومت کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ افسوس! موسم کی خرابی کی وجہ سے اکثر دعائیں اوپر باب قبول تک نہ پہنچ پاتی تھیں۔ راستے ہی سے لوٹ آتی تھیں۔ اسے اکبر کا کمال جاننا چاہیے کہ ایسے نورتنوں اور باکمالوں کے باوصف پچاس برس حکومت کرگیا۔ آج کل تو لوگ دس برس مشکل سے نکالتے ہیں۔

جھگڑے کی طرح نہ ڈالو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنے بھائی سے جھگڑے کی طرح نہ ڈالو اور نہ اس سے بیہودہ اور تحقیر آمیز مذاق کرو اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جسے تم پورا نہ کرسکو۔

(ترمذی، ابواب البر والصلة)

سوالات

۱۔ پانی پت کی دوسری لڑائی بھی پانی پت ہی میں کیوں ہوئی؟ کہیں اور کیوں نہیں ہوئی۔

۲۔ اُردو ڈرامہ وغیرہ کے فروغ میں حصہ لینے کا کیا طریقہ ہے؟

۳۔ تم اَن پڑھ رہ کر اکبر بننا پسند کرو گے یا پڑھ لکھ کر اُس کا نورتن؟

۴۔ سام گڑھ کہاں واقع ہے۔ اس کے راجہ کا نام، پتہ، ولدیت سکونت وغیرہ لکھو۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں؟

۵۔ وفاداری بشرط استواری کے موضوع پر جواب مضمون لکھو، اور ٹوڈرمل کی زندگی سے مثالیں دو۔

(اردو کی آخری کتاب از ابن انشاء)

"یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا"

سیدنا بلالؓ فنڈ

احمدیت کے لئے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے والے (۔) کے خاندانوں کی کفالت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 14 / مارچ 1986ء کے خطبہ جمعہ میں ایک فنڈ کا اعلان فرمایا۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں جماعت کو یہ بھی تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کوئی بھی خدا کی راہ میں مارا جانے والا ہرگز یہ وہم لے کر یہاں سے رخصت نہیں ہوتا کہ میرے بیوی بچوں کا کیا بنے گا۔ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کے بچے یتیم نہیں ہوا کرتے۔ یہ ایک زندہ جماعت ہے اور یہ ناممکن ہے کہ جماعت اپنے قربانی کرنے والوں کے اہل وعیال کو اوران کے حقوق کو بھول جائے۔ ایسی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے کہ ان کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے۔

اس فنڈ کی عظمت اوراس کی اہمیت کے بارہ میں حضورؒ نے فرمایا کہ یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہیے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔

اس تحریک میں حصہ لینے والوں کو نصائح کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا کہ پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے۔ ادنیٰ سا بھی تردد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔ آج ایک آنہ بھی جس کو توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے، وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی سعادت ہوگی۔

اس اعلان کے ایک روز بعد یعنی 15 / مارچ 1986ء کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو "سیدنا بلال فنڈ" کا نام عطا فرمایا۔

اس فنڈ میں چندہ کی ادائیگی کرنے والے احباب کے ناموں کی فہرست دعا کے لئے ہر ماہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

ہدایات برائے موصیان وورثاء

☆ موصی/موصیہ کی وفات کی صورت میں فوراً دفتر وصیت کو اطلاع دی جائے۔ موصی/موصینہ کا نام/ولدیت/زوجیت اور وصیت نمبر سے ضرور مطلع فرمائیں نیز یہ کہ موصی کی وفات کتنے بجے ہوئی اور وفات کا سبب کیا تھا؟

☆ موصی/موصیہ کی میت کو لے کر ربوہ کب پہنچیں گے اور کتنے احباب وخواتین ہمراہ ہوں گے؟

☆ اگر فیکس کی سہولت موجود ہو تو محترم صدر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ موصی کی آمد کا حساب اور جائیداد کی تفصیل اور حصہ جائیداد کی ادائیگی سے متعلق رپورٹ دفتر وصیت ربوہ کو فیکس کر دی جائے تاکہ جنازہ پہنچنے سے قبل دفتری کارروائی مکمل ہو سکے۔ دفتر وصیت کے لئے فیکس نمبر 047-6212398 (نظارت علیاء) استعمال کریں۔

☆ اگر ورثاء میں سے ایک فرد جنازہ سے پہلے دفتر وصیت پہنچ جائے تو جنازہ پہنچنے سے قبل تدفین کی اجازت حاصل کر لی جائے۔

☆ دفتر وصیت کے فون نمبرز حسب ذیل ہیں۔

موبائل نمبر: 0300-8103782۔ دفتر وصیت: 047-6212969۔ بہشتی مقبرہ: 047-6212976

دارالضیافت کے فون نمبرز بھی استعمال کر سکتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) 047-6213938 (۲) 047-6212479

☆ جو وفات حادثہ سے ہو یا پولیس کارروائی کا امکان ہو تو ایسی میت کو عارضی طور پر امانتاً عام قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

☆ ایسا موصی/موصیہ جس کی وصیت ابھی منظوری کے مراحل میں ہے، اگر فوت ہو جائے تو اس کی نعش دفتر وصیت سے رابطہ اور مشورہ کرنے کے بعد ہی ربوہ لائی جائے۔

تابوت کا سائز: چوڑائی 1.5 فٹ، اونچائی 1.25 فٹ اور لمبائی 6.5 فٹ مقرر ہے۔

☆ دور دراز سے آنے والی میت کا امکان ہوتا ہے کہ موسم کی شدت کی وجہ سے خراب ہو جائے۔ ایسی صورت میں موصی کی آمد و جائیداد اور مزید ترکہ کی بابت رپورٹ مقامی صدر/سیکرٹری صاحب مال کی تصدیق کے ساتھ ضرور فیکس کر دی جائے تاکہ میت کے پہنچنے سے پہلے موصی کے حساب کو مکمل کر کے بلا تاخیر تدفین ہو سکے۔

☆ بعض لواحقین موصیان کی عمر کے بارہ میں اصرار کرتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق اتنی عمر ہے۔ دفتر وصیت موصی کے وصیت فارم کے مطابق عمر نوٹ کرتا ہے۔ اگر عمر میں غیر معمولی کمی و بیشی ہو تو برتھ سرٹیفکیٹ یا شناختی کارڈ کی کاپی دفتر کو فراہم کی جانی لازمی ہے ورنہ دفتری ریکارڈ میں عمر تبدیل نہیں ہوتی۔

☆ بعض احباب موصی/موصیہ کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ طلب کرتے ہیں، ڈیتھ سرٹیفکیٹ تو ہسپتال یا ٹاؤن کمیٹی سے بنتا ہے دفتر وصیت صُرف تصدیق دیتا ہے۔ لیکن اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ موصی کے ورثاء میں سے کسی کی درخواست ہو جو صدر/امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ آئے۔

☆ امانتاً تدفین کے وقت کوشش کی جائے کہ تابوت لکڑی کا ہو (چپ بورڈ وغیرہ کا نہ ہو) تا کہ چھ ماہ بعد جب تابوت نکالا جائے تو بہتر حالت میں ہو۔ اگر مجبوراً چپ بورڈ کا ہو تو تابوت کو پلاسٹک شیٹ میں لپیٹ لیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہو۔

(نوٹ) ان ہدایات سے عہدیداران وصدران جماعت کو بھی مطلع فرمادیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

والسلام

خاکسار

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

❋❋❋❋❋
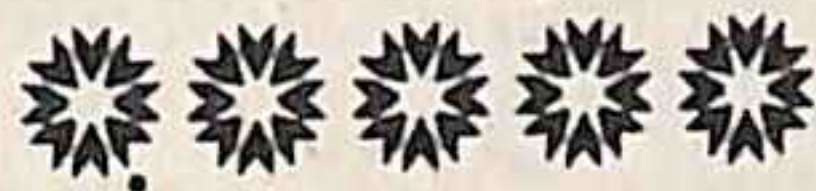
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

”دنیا کے کام کسی نے نہ تو کبھی پورے کئے ہیں اور نہ ہی کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے۔ کون سمجھاوے جبکہ خدائے تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا ہے یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غم خواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکا ہے۔ موت کا ذرا اعتبار نہیں۔“

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم۔ نمبر چہارم۔ مکتوب نمبر 9 صفحہ 73-72)

ہم نہ نکہت ہیں، نہ گل ہیں، جو مہکتے جاویں

آگ کی طرح جدھر جاویں، دہکتے جاویں

اے خوشا مست! کہ تابوت کے آگے جس کے

آب پاشی کے بدل مے کو چھڑکتے جاویں

جو کوئی آوے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے

ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جاویں

غیر کو راہ ہو گھر میں ترے، سبحان اللہ

اور ہم دور سے دَر کو ترے تکتے جاویں

وقت اب وہ ہے کہ ایک ایک حسنؔ ہو کے بتنگ ☆

صبر و تاب و خِرد و ہوش کھسکتے جاویں

(میر حسنؔ)

☆ بتنگ: بیزار، ناخوش
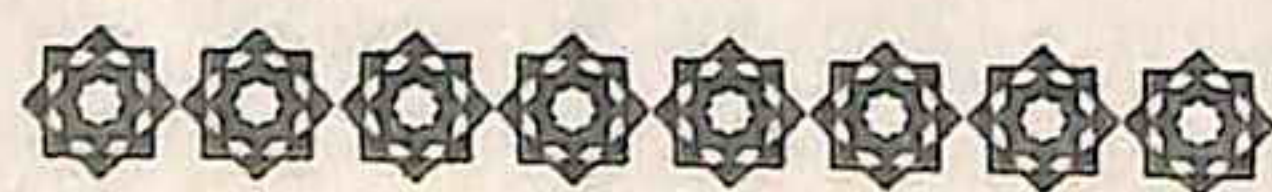
قارئین خالد سے چند گذارشات

۱- یہ آپ کا اپنا رسالہ ہے۔ اس کو خریدنا اور پڑھنا دینی و دنیاوی لحاظ سے بہت مفید ہے۔

۲- اس کی قلمی معاونت کرنا آپ کا فرض ہے تا کہ "خالد" کے معیار کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔

۳- "خالد" کیلئے ہر احمدی کوئی بھی دینی، دنیاوی، علمی اور تحقیقی تحریر بھجوا سکتا ہے۔ جو معیاری ہونے کی صورت میں ضرور شائع ہوگی۔ انشاء اللہ

۴- مضامین صفحہ کے ایک طرف لکھیں اور ایک لائن چھوڑ کر لکھیں تا کہ آسانی سے پڑھا جاسکے۔

۵- اگر کسی مضمون میں کسی کتاب وغیرہ کا اقتباس دیں تو اس کا مکمل حوالہ تحریر کرنا لازمی ہے۔ مثلاً نام کتاب، صفحہ نمبر، نام مصنف، سن اشاعت، مطبع (پریس) کا نام اور ایڈیشن نمبر وغیرہ

۶- مزاحیہ ادب بھی "خالد" کے صفحات کی زینت بنتا ہے۔ اس لئے ہلکی پھلکی شگفتہ تحریر بھی بھجوا سکتے ہیں۔

۷- اگر بعض احباب کے مضامین / منظوم کلام وغیرہ شائع نہ ہوں تو ہمت نہ ہاریں اور میدان تحریر میں زیادہ سے زیادہ محنت کر کے آگے بڑھیں۔

۸- ادارہ ہر اس تعمیری تنقید اور رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو "خالد" کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے دی جاتی ہے۔ اس لئے اپنی قیمتی آراء سے نوازتے رہا کریں۔

۹- ایک نہایت ضروری گذارش ہے کہ آپ جو بھی خط ہمیں بھجوائیں اس میں اپنا مکمل ایڈریس ضرور تحریر فرمائیں تا کہ ادارہ کو جواب دینے میں آسانی رہے۔

۱۰- آپ بذریعہ ای۔ میل بھی مضامین monthlykhalid52@yahoo.com کے ایڈریس پر ارسال کر سکتے ہیں اور یہ وضاحت بھی نوٹ فرمالیں کہ یہ ای۔ میل ایڈریس صرف مضامین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر کسی نے اپنا نیا شمارہ جاری کروانا ہو یا خریداری کے سلسلے میں کسی وضاحت کی ضرورت ہو تو اس کے لئے براہ راست دفتر اشاعت ایوان محمود میں رابطہ فرمائیں۔

ادارہ ماہنامہ خالد

ایوان محمود، ربوہ ضلع جھنگ

Higher Education in Foreign Universities

We provide serveices to get admissions in U.K, USA, Canada, Ireland, Switzerland, Australia, Cyprus, Holland, Ukrane, China (China for MBBS)

Free Higher Education

Denmark Norway & Germany

Also join our IELTS,TOEFL, German, MCAT, ECAT-GRE-GMAT SAT I/11 Classes. Get your appointment today.

Education Concern

Mr Frarrukh Luqman. Mr. Sohail Akhtar
829-C, Faisal Town Lahore.
Cell# 0301-44 11 770\0301-4499 107\0300-4721 803\0333-469 60 98
Phone# 042-5177124/520 1895 Fax#042-5164619
Email: edu concern@cyber.net.pk URL. www.educoncern.tk

ماہنامہ ''خالد'' کا انٹرنیٹ ایڈیشن
جماعت احمدیہ کی آفیشل
ویب سائٹ پر دستیاب ہے

خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3- سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

4- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

9- مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

Monthly
KHALID
C. Nagar
Editor:
Mansoor Ahmad Nooruddin
Digitized By Khilafat Library Rabwah
February 2006
Regd. CPL # 75/FD